صبح کی برکتیں

اور

نمازِ فجر کی اہمیت

تالیف

مولانا محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

صبح کی برکتیں

اور

نمازِ فجر کی اہمیت

تالیف

مولانا محمد روح القدس غفوری نقشبندی

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

فہرست

فہرست

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

	عنوان	صفحہ نمبر

❁❁❁

نذرِ حقیر

بارگاہ رسالت مآب، ساقی کوثر، شافع محشر، رونق منبر، محبوب رب غفور، آنکھوں کا سرور، اسوۂ جمیل، محبوب کل، ہادی رسل، صاحب جمال، صاحب کمال، بشیر اعظم، مطاع اعظم، مخدوم اعظم، نذیر اعظم، مرشد اعظم، محبوب اعظم، حبیب معظم، محبوب مکرم، صاحب جوامع الکلم، افصح العرب والعجم، ماہ عرب، مہر عجم، سید العرب والعجم، باعث رحمت فرشیاں، فخر مرسلاں، رحمت کا سامان، ہادی کون و مکان، باعث رحمت، مشعل راہ ہدایت، راہبر راہ طریقت، زینت بزم رسالت، شمع بزم شریعت، شافع روز قیامت، ماحی شرک و ضلالت، حامی توحید و سنت، سرور انبیاء، حبیب کبریاء، سید الاولین والآخرین،

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گر قبول افتد زہے عز و شرف

شفاعت امام الانبیاء ﷺ کا محتاج و سراپا عیوب

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

انتساب

کتاب ہذا کا انتساب میں ایک گوہر بار، برگزیدہ اور سراپا اخلاص شخصیت کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے حق میں سرمایہ صد افتخار تصور کرتا ہوں، اس سے مراد راقم الحروف کے شیخ محترم اور پیر و مرشد، رہنمائے شریعت، مرشد طریقت، شہسوار میدان طریقت، مہر شریعت، بدر طریقت حضرت مولانا محمد شمس الرحمٰن العباسی نقشبندی غفوری دامت برکاتہم و فیوضہم کی ذات اقدس ہے، جن کی نگاہ عارفانہ کے طفیل علم دین کی تمام تر مشکلیں راقم کے لئے آسان ہو گئیں، اور ساتھ ساتھ ان کے اسم گرامی سے معنون کر کے فخر و مباہات اُخروی کا سرمایہ بہم پہنچاتا ہوں ؎

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

بندۂ نابکار

شفاعت امام الانبیاء ﷺ کا محتاج

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ط (سورۃ الذاریت آیت ۵۶)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کیلئے پیدا کیا ہے۔

ان کی پیدائش ایسی فطرت پر کی گئی ہے کہ عبادت الٰہی کا صدور ان سے ہر وقت ہوتے رہنا چاہئے۔ عبادت کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی پوری عملی و ذہنی طاقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کردے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس سے خوف کے پیش نظر اس کی نافرمانی سے دور رہے اور کسی معمولی سی بات میں بھی اس کے حکم کے خلاف نہ کرے، خلاصہ یہ ہے کہ اوامر الٰہی کو بجالائے اور نواہی سے اجتناب کرے۔ عبادت کی اس تعریف سے عبادات کا مقصود متعین ہو جاتا ہے کہ انسان کو خدائے وحدہ لاشریک لہ کی کامل طور پر فرمانبرداری کرنی چاہئے اور کسی معمولی چیز میں بھی اس کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں بنانا چاہئے لیکن غافل انسان نے اپنی کم فہمی اور عاقبت نا اندیشی کے باعث اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو یکسر فراموش کر دیا اور ایک خدا کی بندگی کی بجائے بے شمار دیوی دیوتاؤں اور ارباباً من دون اللہ کی غلامی کرنا اپنے لئے باعث فخر سمجھ لیا ہے، کسی شاعر نے خوب کہا۔

ایک در چھوڑ کے ہم ہوگئے لاکھوں کے غلام
ہم نے آزادئ عرفی کا نہ سوچا انجام

انسان کی اسی کمزوری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

فلا تجعلوا للہ انداداً و انتم تعلمون ط (سورۃ بقرہ آیت ۲۲)

تم اللہ تعالیٰ کی مثل و مانند کسی کو نہ ٹھہراؤ جبکہ تم جانتے ہو کہ اس کی مثل و مانند کوئی نہیں ہے۔

تمام آسمانی کتابوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجنے کا اصلی مقصد ہی یہ ہے

کہ لوگ عبادات کے صحیح مقصد کو سمجھیں اور اس بات کی معرفت حاصل کریں کہ اس تمام کائنات کا خالق و مالک ورب ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، ہم سب کو اسی وحدہ لاشریک لہ ذات کی عبادات کرنی چاہئے اور ہر قسم کے جلی وخفی شرک سے ہروقت اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے۔ یہ وہ انقلابی نظریہ ہے جو انسان کے تمام اعمال وافعال، احوال وکردار، اخلاق وعادات، معاشرت وتمدن پر گہرا اثر رکھتا ہے کیونکہ جو شخص یہ یقین کر لیتا ہے کہ تمام عالم کا خالق و مالک اور تمام کائنات میں تصرف کرنے والا اور قادر مطلق صرف ایک خدا ہے جس کا کوئی شریک و مثل نہیں ہے تو ہر مصیبت وراحت اور ہر تنگی وفراخی میں اس کی پوری توجہ صرف اسی ایک ذات کی طرف ہوگی، ہر کام میں اس کی فرمانبرداری اس شخص کا شیوہ اور اس کی نافرمانی سے بچنا اس کا شعار ہوگا۔

آج بھی گر ہو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بجالانا اور اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز رہنا جو کہ عبادت کا مقصد ہے۔

حضرت یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صبح کا وقت غنیمت اور انعام کی تقسیم کا وقت ہے یہ بہت بابرکت وقت ہے اس وقت میں سونا سخت محرومی و نامرادی اور برکات سے محرومی کا سبب ہے جو چاہے اس وقت جاگ کر غنیمت وانعام و برکات وروزی ورضا کو حاصل کرلے اور جو چاہے اس قیمتی وقت کو فضول سونے میں گزار کر اس بہت بڑی اور مفت میں ملنے والی خیر سے اپنے آپ کو محروم کرلے اگر بچپن ہی سے بچوں کو سحر خیزی کی عادت ڈال دی جائے تو بڑے ہو کر بھی وہ جلدی اٹھنے کے پابند ہوتے ہیں اور اگر ان کو بچپن میں اس کا عادی نہ بنایا تو بڑے ہو کر بھی وہ دیر تک سونے کی عادی بن جاتے ہیں اور پھر دن بھر چہرے اور بدن میں سستی چھائی رہتی ہے طبیعت میں کاہلی آجاتی ہے طبیعت آرام طلب ہو جاتی ہے نہ تازہ خون اچھی طرح بنتا ہے نہ دوران خون اچھی حالت میں آتا ہے حکماء نے لکھا ہے کہ صبح کی وقت تازہ فضا میں چلنا پھرنا اور سانس لینا پھیپھڑوں اور نظام ہضم کے لئے بہت مفید ہے صبح دیر تک سونے کا ایک نقصان یہ بھی ہے قبض کی شکایت ہو جاتی جس سے

جس سے نظام ہضم بری طرح متاثر ہوتا ہے غذا معدے میں صحیح طور پر ہضم نہیں ہوتی بھوک کھل کر نہیں لگتی اور صبح جلدی اٹھنے کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قبض کی شکایت نہیں ہوتی نظام ہضم درست رہتا ہے معدہ غذا کو صحیح ہضم کرتا ہے غذا اچھی طرح جزو بدن بن کر تقویت جسم کا سبب بنتی ہے حکما نے لکھا ہے کہ معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے اگر معدہ درست ہے تو جسم کی پوری مشین صحیح کام کرتی ہے اور اس کی خرابی صحت کی خرابی کا سبب بنتی ہے جسم کی مشین کو صحیح چلانے میں بھی صبح جلدی بیدار ہونا بہت مفید ہے۔

یہ تو ایک ثانوی اور ضمنی فائدہ ہے اصل فائدہ اس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور ان سب سے بڑھ کر شریعت کی تعلیم بھی ہمیں اسی بات کی ہے۔

ایک روایت کا مفہوم ہے کہ صبح اٹھ کر جس کے قدم سب سے پہلے مسجد وعبادت کی طرف چلتے ہیں اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہے اور صبح اٹھ کر جس کے قدم سب سے اول بازار کی طرف چلتے ہیں اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہے۔

اس حدیث شریف کو دیکھ کر ہمیں خود ہی اندازہ کر لینا چاہئے کہ ہمارا شمار کس گروہ میں ہے اگر گھر کے بڑے نماز اور صبح سویرے اٹھنے کے پابند ہوں تو یہی اثر اولاد میں آئے گا اور اگر گھر کے بڑے ہی دیر تک سونے کے عادی ہوں ظاہری بات ہے یہی اثر بچوں میں آئے گا اس لئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت عطا کی ہے وہ کم از کم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی خاطر ہی جلدی اٹھنے کی عادت اختیار کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ وقت روزی کی تقسیم کا وقت ہے جو اس وقت جاگ رہا ہو اس کو روزی کی برکت حاصل ہو جاتی ہے اور جو اس وقت سوتا رہے وہ روزی کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

ایک روایت کا مفہوم ہے صبح کا سونا عمر کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

ان روایات کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو شخص صبح کے بابرکت وقت میں بیدار رہتا ہے وہ دن میں بہت تھوڑی محنت اور مختصر وقت میں اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص اس برکت کے وقت کو سو کر گزار دے پھر وہ دن بھر مشقت برداشت کر کے ادھر ادھر کی خاک

چھان کر تھک تھکا کر اپنی روزی جمع کرے گا ایک روایت کا مفہوم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللّٰھم بارک لامتی فی بکورھا

ترجمہ: "اے اللہ میری امت کی صبح میں برکت پیدا فرما دیجئے۔"

ظاہری بات ہے کہ برکت تو اس کو ملے گی جو برکت لینا چاہے اور جو اس قیمتی وقت میں سو رہا ہو تو وہ برکت کو کیسے حاصل کر سکتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت کو ایسا بنایا ہے کہ اس وقت کائنات کی ہر چیز میں نئی زندگی آتی ہے، سوئے ہوئے لوگ بیدار ہوتے ہیں، کلیاں چٹکتی ہیں، غنچے کھلتے ہیں، پھول کھلتے ہیں۔ پرندے جاگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ وقت نئی زندگی عطا کرنے والا ہے، اگر اس نئی زندگی کے وقت کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارو گے تو تمہارے قلب کے اندر رجوع الی اللہ کا نور پیدا ہوگا، اتنا نور دوسرے اوقات میں ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوگا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ اگر فجر کے وقت مسلمانوں کی کسی بستی سے گزر جاؤ تو ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آیا کرتی تھی، چاہے وہ کسی عالم کا گھر ہو، یا جاہل کا ہو، پڑھے لکھے کا گھر ہو یا ان پڑھ کا ہو۔ اور اس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر ایک نورانیت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اب افسوس یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی بستیوں سے گزرو تو تلاوت کی آواز کے بجائے فلمی گانوں کی آوازیں آتی ہیں۔

ایک شاعر "مجید لاہوری مرحوم" یہ روزنامہ جنگ میں مزاحیہ نظمیں لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے کی تصویر کھینچتے ہوئے کہا تھا کہ:

پہلے کے لوگ سویرے اٹھتے تھے
اور اٹھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے
یہ سو کر نو بجے اٹھتے ہیں
اور اٹھ کر ڈان پڑھتے ہیں

اے پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو پھر
اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا، یعنی تم سے راضی ہو جائے گا۔

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی شریعت کی کامل پیروی کرنا ہی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تک کوئی شخص میری لائی ہوئی شریعت کی پوری طرح پیروی نہیں کرے گا مؤمن کامل نہیں بنے گا یعنی رضائے الٰہی کا مقام حاصل نہیں کر سکے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا اصل مقصود رضائے الٰہی کا حاصل کرنا ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس کی پوری پوری توفیق اور اس پر استقامت عطا فرمائے آمین۔

☆......☆......☆

راقم اثیم

محمد روح اللہ نقشبندی غفوری

وَالْفَجْرِ

(اور قسم ہے فجر کی)

اللّٰهم بارک لامتی فی بکورها

(سنن ترمذی کتاب البیوع باب ما جاء فی التبکیر بالتجارۃ، الطبرانی فی الاوسط)

"اے اللہ میری امت کے بکور یعنی دن کے پہلے حصے میں برکت دے۔"

یہ وہ دعائے برکت ہے جسے اپنی امت کے لیے رسول ﷺ نے اس رب العالمین سے مانگا جو ارض و سما کا پیدا کرنے والا، سورج اور چاند کو اپنے اپنے مدار پر دوڑانے والا اور رات اور دن کو آگے، پیچھے لانے اور لے جانے والا ہے۔

دنیا کے مہذب اور غیر مہذب، دانش ور اور کم علم، شہری و دیہاتی سبھی انسان یہ حقیقت جانتے اور محسوس کرتے ہیں کہ صبح کا وقت اپنی برکات اور ثمرات میں دن کے دوسرے تمام اوقات سے منفرد بھی اور افضل بھی۔

رات کو جب زندگی کا ہنگامہ تھم جاتا ہے، پوری دنیا کو ایک پرسکون اور اطمینان آمیز سکوت کا سحر ٹھنڈی میٹھی لوری دے کر سلا دیتا ہے...... جب چاند، ستارے اور کہکشاؤں کے جھرمٹ نیلے آسمان پر محفل نشاط و نور سجا لیتے ہیں...... تو اس کی کوکھ سے وہ وقت جنم لیتا ہے جب انسانی جسم دن بھر کی مشقت کے بعد سو کر...... اپنی تھکن کو رات کے سناٹے کے سپرد کر کے صبح دم نئی توانائی کے ساتھ کارزار حیات میں اترتا ہے۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب ذہن اپنے ارادوں اور ولولوں کو باہم متفق پاتا اور کچھ کر گزرنے کے لئے کمر ہمت باندھ لیتا ہے۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب مرغ اہل آسمان کو دیکھ کر بانگ دیتے ...... اللہ کی ربوبیت کا اعلان کرتے اور فضائے بسیط میں اس کی صوتی لہریں بکھیر کر دوسروں کو بھی ہم نوا و ہم فکر بننے کی دعوت دیتے ہیں

☆ یہی وہ وقت ہے جب جانور بیدار ہو کر رب العالمین کی تسبیح کرتے ہیں۔ ان کو اس بابرکت وقت کا اتنا صحیح ادراک ہوتا ہے کہ شفق پر لالی چھیلے یا نہ چھیلے، سورج نظر آئے یا نہ آئے۔ بہرصورت اپنی تسبیح خوانی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور پھر خالی پیٹ گھونسلوں سے نکل کر حصول معاش کے بعد شام کو لوٹ آتے ہیں۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب شبنم کے ننھے ننھے آب دار قطرے پتوں اور پھولوں کی مخملیں سیج پر بیٹھ کر اہل نظر کے لئے کیف وسرور بہم کرتے ہیں۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب باد نسیم، باد صبا اور باد سحر جیسے ناموں سے یاد کی جانے والی خوش گوار ہوا کے جھونکے آتے ہیں۔

☆ یہی وہ سرور آگیں، کیف آمیز، روح پرور وقت ہے جس کے مرقع اوصاف پر ہر زبان کے شعر و ادب کے موتی جڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب کسان خشک زمین کے سینے میں بیج ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بالیدگی سے نواز کر زمین کو سرسبز خلعت پہناتا اور خطہ ارضی پر بسنے والے ان گنت انسانوں اور جانوروں کے لیے غذا تیار کرتا ہے۔

☆ یہی وہ وقت ہے جب سرسبز پودے آکسیجن کا حیات بخش جو ہر فضا کے حوالے کرتے ہیں۔ یوں رب العالمین انسانوں اور حیوانوں کے تنفس کو جاری رکھنے کا سامان مہیا کرتا ہے۔

☆ یہ وہ وقت ہے جب بیمار بھی مرض میں افاقہ اور جسم میں آسودگی کی نعمت محسوس کرتے ہیں

☆ یہی وہ وقت ہے جس کے مختلف ناموں کی قسم کھا کر رب العزت، اپنی الوہیت، اپنی ربوبیت اور اپنی وحدانیت کی شہادت پیش کر کے انسان کو بھی فریضہ شہادت کو ادا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے

والفجر و لیال عشر (والفجر)
فجر کی قسم اور دس راتوں کی قسم
والضحی والیل اذا سجی (الضحیٰ)
چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی جب سنسان ہو جائے
والصبح اذا تنفس (التکویر:۱۸)
"اور صبح کی قسم جب سانس لے۔"
☆ اس بابرکت وقت کے نقیب سورج کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
والشمس و ضحٰھا (الشمس)
"سورج کی قسم اور اس کی دھوپ کی قسم۔"
رسول اللہ ﷺ نے "بکور" کہہ کر اس وقت میں برکت کے لیے دعا کی۔

بکور ہے کیا؟

اس کے لیے عربی کی طرف رجوع کیا تو پتا چلا کہ بکر کسی چیز کے پہلے حصے کا نام ہے نیز اس کا مطلب کنوارپن بھی ہے (الیاس قاموس العصری)
اہل زمین نے دن کے اس پہلے حصے کو کئی ناموں اور حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔
قرآن میں اس کے نام سحر، فجر، صبح اور ضحی بھی آئے ہیں۔
ہمارے اردو دوروں میں کبھی تو سحر، فجر اور صبح کو ہم معنی استعمال کیا جاتا ہے اور کبھی ان میں فرق بھی کیا جاتا ہے، مثلاً رمضان میں جس وقت کھانا کھا کر روزہ رکھا جاتا ہے اسے سحری کہتے ہیں اور اس کے بعد اذان اور نماز کے وقت کے لئے لفظ صبح اور فجر ہیں البتہ ضحیٰ یعنی چاشت کا وقت سورج نکلنے کے بعد سے لے کر..... اس کے اچھے خاصے بلند ہو جانے کے عرصے پر محیط سمجھا جاتا ہے۔
رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا کیے تھے۔ آپ ﷺ نے دن کے پہلے پہر کے کسی مخصوص حصے کا نام لینے کے بجائے اس کا ایک جامع نام لیا تاکہ ہر زبان اور ہر محاورے کے مطابق..... دن کے پہلے حصے میں موجود ہر لمحہ اور گھڑی اس دعائے برکت

سے کے احاطہ رحمت میں سمٹ کر..... خوش نصیب امتیوں کے لیے سعادت کا پیش خیمہ بن جائے۔

اور اب آیئے! یہ دیکھیں کہ رسول ﷺ کے پیش کردہ دین کی زبان اور بیان میں ان اوقات بکور کا تعین کس طرح کیا گیا ہے۔

سحر

سحر کا اصل مطلب پھیپھڑے کے ہیں۔ مجازاً اس کا استعمال صبح سے کچھ پہلے رات کے آخری حصے کے لیے ہوتا ہے۔ جب رات کی سیاہی دن کی روشنی سے مل جاتی ہے کیونکہ یہ دن کے آنے اور صبح کے سانس لینے کا وقت ہوتا ہے۔ اس لیے اس وقت کا یہ نام بطور استعارہ پڑا۔ (لغات القرآن)

قرآن حکیم میں سحر کا لفظ نماز اور اذان سے قبل کے وقت ہی کے لیے آیا اہل ایمان کی تعریف میں فرمان الٰہی ہے:

کانوا قلیلا من الیل مایہجعون . و بالا سحار ھم یستغفرون

(الذاریات۔۱۷۔۱۸)

''وہ راتوں کو کم ہی سوتے تھے۔ پھر وہ رات کے پچھلے پہروں میں استغفار کرتے تھے۔

نیز فرمایا:

الصابرین و الصادقین و القانتین و المنفقین و المستغفرین بالا سحار

(آل عمران:۱۸)

''صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، عبادت میں لگے رہنے والے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے، اور سحر کے وقت معافی مانگنے والے۔''

وقت سحر کا تعین اس حدیث نبوی ﷺ سے بھی ہوتا ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

''سحری کھایا کرو، اس لیے کی سحری میں برکت ہے۔'' (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ سحر یا سحری اصلاً رات کا حصہ ہے لیکن فجر کے ساتھ ملحق ہونے کی وجہ سے

بھی "بـــرکـــت" کی برکات سے معمور ہے اور یہ وہ وقت ہے جس میں نماز تہجد ادا کی جاتی ہے۔ اقبال نے سحر کے عنوان کے تحت کہا تھا۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا
(ضرب کلیم)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ مندرجہ ذیل حدیث میں اذان سحر کا ذکر ہے۔

لایمنعن احدا منکم اذان بلال من سحوره فانه یوذن ، او قال: ینادی لیرجع قائمکم و یوقظ نائمکم وقال لیس ان یقول هکذا و هکذا و صوب یدہ ورفعهما حتی یقول هکذا و فرج بین اصبعیه۔

(صحیح مسلم: کتاب الصوم، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر... ۱۰۹۳)

"تم میں سے سحری کھانے سے کسی کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نہ روکے اس لیے کہ وہ رات سے اذان دے دیتے ہیں، تا کہ تم میں سے نماز پڑھنے والا (سحری کھانے کے لیے) چلا جائے اور سونے والا بیدار ہو جائے اور صبح وہ نہیں ہے جو ایسی ہو (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو سیدھا کیا اور انہیں بلند کیا، پھر فرمایا) جب تک ایسی نہ ہو۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو کھول دیا) اس اشارے سے مراد یہ ہے کہ جب تک صبح کی سفیدی شفق پر پھیل نہ جائے۔

فجر

اس کا مطلب ہے پو پھٹنا ہے، صبح کی سفید سفید، دھیرے دھیرے پھیلنے والی روشنی کا نام ہے اور یہ سحر کے بعد کا وقت ہے چنانچہ روزہ داروں کے لیے ارشاد ربانی ہے:۔

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر (البقرہ:۱۸۷)

"اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری (رات کی) سیاہ دھاری سے الگ ہو جائے۔"

لیلۃ القدر (قدر والی رات) کب تک رہتی ہے؟ قرآن حکیم نے اس کی جو وضاحت کی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سحریات کا آخری حصہ ہے اور فجر دن کی ابتدائی وقت ہے، حکم ہے:

سلام ھی حتی مطلع الفجر (القدر:۶)

"وہ (رات) سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔"

فجر کا آغاز اور اس کا اختتام کیا ہے؟ اس کی وضاحت اس حدیث میں ملتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے اوقات کے بارے میں بتایا اور کہا:

و صلی بی الفجر حین حرم الطعام و الشراب علی الصائم.

مجھے جبریل علیہ السلام نے فجر اس وقت پڑھائی جب روزہ دار کھانا پینا ترک کر دیتا ہے۔"

اور پھر اس حدیث میں دوسرے روز کا ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: روشنی پھیل گئی"۔..... (سنن ابی داؤد للالبانی الجزء الاول رقم الحدیث ۳۷۷، باب مواقیت الصلوٰۃ)

صبح اور صباح

اس کا مطلب بھی یہ بنتا ہے، اللہ نے صبح کے حوالے سے اپنا تعارف یوں کروایا:

فالق الاصباح (الانعام:۹۶)

"وہ صبح کا پھاڑنے والا ہے۔"

ضحیٰ

اسے اردو اور فارسی میں چاشت کہتے ہیں۔ اہل عرب نے سورج نکلنے کے بعد کے وقت کے بالترتیب مندرجہ ذیل نام تجویز کر رکھے ہیں، اشراق، بکور، غدوہ، ضحی ھاجرہ۔ (مترادفات القرآن)

اس ترتیب کے مطابق ضحیٰ دن کے پہلے حصے کا آخری وقت ہے۔ جب کہ عموماً ان چاروں اوقات کو کسی ایک وقت کا نام لے کر ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اردو میں ان سارے

وقت کا نام چاشت ہے۔

اور اس تمام وقت میں کسی وقت بھی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہے کہ

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو چاشت کی نماز ادا کرتے دیکھا تو کہا:

""کیا لوگوں کو علم نہیں کہ اس وقت کے علاوہ دوسرا وقت اس نماز کے لیے افضل ہے اور یہ وہ وقت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

صلوٰۃ الاوابین حین ترمض الفصال

""نماز اوابین کا وقت تب ہی ہوتا ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں جلنے لگیں۔""

(مختصر صحیح مسلم للالبانی رج ۲۷۷)

بس کہو ...... دن کے پہلے حصے میں اللہ تعالیٰ نے کون کون سی رحمتوں، برکتوں اور مہربانیوں کے گوہر نایاب رکھ دیے ہیں۔ قرآن و حدیث کی الہامی عبارت ان کی وضاحت کیسے کرتی ہیں؟

اب ذرا سحر کی برکات کا تذکرہ ہو جائے اور ابتداء اس وقت کے نقطہ آغاز کے پیشرو سحر سے۔

سحر کی برکات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ینزل ربنا تبارک و تعالیٰ کل لیلۃ الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث اللیل الاخر و یقول من یدعونی فاستجیب لہ من یسالنی فاعطیہ و من یستغفرنی فاغفر لہ۔

(مختصر صحیح بخاری للزبیدی، رقم الحدیث ۶۰۲)

""ہمارا رب ہر رات جب آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے تو آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے۔

کون! مجھ سے دعا کرتا ہے میں اس کی دعا کو قبول کروں، کون! مجھ سے کچھ مانگتا ہے کہ میں اس کو دوں، کون! مجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کروں۔""

نیز فرمایا:

''رات کی ایک گھڑی ایسی ہے جس میں بندہ مومن اللہ سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم ، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فی اللیل ساعۃ ، مستجاب فیہا الدعاء :۷۵۷۔ ریاض الصالحین، ح ۱۱۸۷)

اور ارشاد فرمایا:

''رات کے آخری حصے میں رب اپنے بندے کے بہت قریب ہوتا ہے لہٰذا اگر اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہونے کی ہمت کر سکو تو کرو''۔

(صحیح سنن ترمذی، الالبانی، ح ۲۸۳۳)

سورۂ آل عمران میں انسان کی فطرت میں رکھی گئی بیویوں، بیٹیوں، سونے، چاندی، گھوڑوں، مویشی اور کھیتی کی محبت کا ذکر کرنے اور اسے دنیا کا سامان کہنے کے بعد اللہ تعالیٰ وضاحت فرماتا ہے کہ اس سے بہتر چیز تو پرہیزگاروں کے لیے ان کے رب کے پاس باغات، پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی خوشنودی ہے اور ان لوگوں کے اوصاف کا یوں ذکر کیا:

الذین یقولون ربنا اننا امنا فاغفر لنا ذنوبنا و قنا عذاب النار الصبرین و الصادقین و القنتین و المنفقین و المستغفرین بالا سحار (آل عمران:۱۶۔۱۸)

''جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے سو ہمارے گناہ ہمیں معاف کردے اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ صبر کرنے والے، سچ بولنے والے، عبادت میں لگے رہنے والے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور سحر کے وقت معافی مانگنے والے۔''

معلوم ہوا کہ مذکورہ تمام صفات کے حامل لوگ سحر کے وقت اللہ سے استغفار طلب کرنے والے ضرور ہوتے ہیں۔

اللہ نے ان لوگوں کا ذکر اس طرح بھی کیا:

کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون و بالا سحار ھم یستغفرون (الذاریات:۱۷۔۱۸)

''وہ راتوں کو کم ہی سوتے تھے، پھر وہ رات کے پچھلے پہروں میں استغفار کرتے تھے۔''

تہجد

رات کے اس آخری وقت اور صبح کے پیشرو کی سب سے اہم اور افضل عبادت تہجد ہے جسے قیام اللیل بھی کہتے ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

افضل الصلوۃ بعد الفریضۃ صلوۃ اللیل۔

''فرض نمازوں کے بعد افضل نماز قیام اللیل ہے۔'' (مختصر صحیح مسلم للالبانی)

حقوق العباد کے ذکر کے ساتھ ساتھ نماز تہجد کا اجر آپ ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

''اے لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رات کو نماز پڑھو جب کہ سب لوگ سو رہے ہوں اور جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

(صحیح سنن ترمذی، ابواب الاطعمہ باب ما جاء فی فضل اطعام الطعام، ۲۴۷۵۔ ریاض الصالحین ۸۴۹)

فجر یا صبح کی برکات

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں باندھتا ہے۔ ہر گرہ پر یہ دم کرتا ہے کہ ''بڑی لمبی رات ہے سو جاؤ'' اب اگر وہ بیدار ہو جاتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وہ وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہیں۔ صبح کے وقت وہ آدمی خوش باش اور تازہ دم ہو جاتا ہے ورنہ بدمزاج اور سست رہتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب عقد الشیطان علی قافیۃ الراس اذا لم یصل باللیل، ح: ۱۱۴۲، صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب ما روی، فیمن نام اللیل اجمع حتی اصبح، ح ۷۷۶۔ ریاض الصالحین، ح ۱۱۴۳)

شیطان انسان کا کھلم کھلا اور ہمہ وقتی دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ انسان کسی قسم کی بھلائی حاصل نہ کرے، وہ صبح کی نماز اور اس کی برکات سے بھی آگاہ ہے۔ وہ انسان کو نماز سے روکنے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ اس کے گرہ دینے اور ''ابھی سو جاؤ'' کے افسون کو ہم سب

ہر روز صبح کے وقت محسوس کرتے ہیں اور ہم سب جانتے ہیں کہ خود کو بستر سے اٹھانے اور وضو کرنے تک ہمیں کس قدر مسلسل اس ان دیکھے دشمن کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے...... اگر انسان نماز شروع کر دیتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں...... ان الفاظ سے پتا چلتا ہے کہ پھر شیطان انسان کو نماز سے روکنے سے مایوس ہو جاتا ہے اور نماز کی ادائیگی کا ثمرہ یہ ہے کہ آدمی اپنی صبح کا آغاز چاق و چوبند اور ہشاش بشاش حالت میں کرتا ہے۔ لیکن جو شخص نماز سے محروم رہے وہ دن بھر سست اور بدمزاج رہتا ہے اور اس کے تمام کام برکت سے خالی رہتے ہیں۔

صبح بیداری

ان چیزوں کے حصول کے لئے ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ بچے کو صبح جلدی بیدار ہونے کا عادی بنایا جائے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صبح کا وقت نعمت اور انعام کی تقسیم کا وقت ہے یہ بہت بابرکت وقت ہے اس وقت میں سونا سخت محرومی و نامرادی اور برکات سے محرومی کا سبب ہے جو چاہے اس وقت جاگ کر نعمت و انعام و برکات و روزی و رضا کو حاصل کر لے اور جو چاہے اس قیمتی وقت کو فضول سونے میں گزار کر اس بہت بڑی اور مفت میں ملنے والی خیر سے اپنے آپ کو محروم کر لے اگر بچپن ہی سے بچوں کو سحر خیزی کی عادت ڈال دی جائے تو بڑے ہو کر بھی وہ جلدی اٹھنے کے پابند ہوتے ہیں اور اگر ان کو بچپن میں اس کا عادی نہ بنایا تو بڑے ہو کر بھی وہ دیر تک سونے کے عادی بن جاتے ہیں اور پھر دن بھر چہرے اور بدن میں سستی چھائی رہتی ہے طبیعت میں کاہلی آ جاتی ہے طبیعت آرام طلب ہو جاتی ہے نہ تازہ خون اچھی طرح بنتا ہے نہ دوران خون اچھی حالت میں آتا ہے حکماء نے لکھا ہے کہ صبح کی وقت تازہ فضا میں چلنا پھرنا اور سانس لینا پھیپھڑوں اور نظام ہضم کے لئے بہت مفید ہے صبح دیر تک سونے کا ایک نقصان یہ بھی ہے قبض کی شکایت ہو جاتی جس سے نظام ہضم بری طرح متاثر ہوتا ہے غذا معدے میں صحیح طور پر ہضم نہیں ہوتی بھوک کھل کر نہیں لگتی اور صبح جلدی اٹھنے کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قبض کی شکایت نہیں ہوتی نظام ہضم درست رہتا ہے معدہ غذا کو صحیح ہضم کرتا ہے غذا اچھی طرح جزو بدن بن کر تقویت جسم کا سبب بنتی ہے۔ حکما نے لکھا ہے کہ معدہ تمام بیماریوں کی جڑ ہے اگر معدہ

درست ہے تو جسم کی پوری مشین صحیح کام کرتی ہے اور اس کی خرابی صحت کی خرابی کا سبب بنتی ہے جسم کی مشین کو صحیح چلانے میں بھی صبح جلدی بیدار ہونا بہت مفید ہے۔

یہ تو ایک ثانوی اور ضمنی فائدہ ہے اصل فائدہ اس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور ان سب سے بڑھ کر شریعت کی تعلیم بھی ہمیں اسی بات کی ہے۔

ایک روایت کا مفہوم ہے کہ صبح اٹھ کر جس کے قدم سب سے پہلے مسجد وعبادت کی طرف چلتے ہیں اس کے ہاتھ میں ایمان کا جھنڈا ہے اور صبح اٹھ کر جس کے قدم سب سے اول بازار کی طرف چلتے ہیں اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہے۔

اس حدیث شریف کو دیکھ کر ہمیں خود ہی اندازہ کر لینا چاہئے کہ ہمارا شمار کس گروہ میں ہے اگر گھر کے بڑے نماز اور صبح سویرے اٹھنے کے پابند ہوں تو یہی اثر اولاد میں آئے گا اور اگر گھر کے بڑے ہی دیر تک سونے کے عادی ہوں ظاہری بات ہے یہی اثر بچوں میں آئے گا اس لئے جن کو اللہ تعالیٰ نے اولاد کی نعمت عطا کی ہے وہ کم از کم اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی خاطر ہی جلدی اٹھنے کی عادت اختیار کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ یہ وقت روزی کی تقسیم کا وقت ہے جو اس وقت جاگ رہا ہو اس کو روزی کی برکت حاصل ہو جاتی ہے اور جو اس وقت سوتا رہے وہ روزی کی برکت سے محروم رہتا ہے۔

ایک روایت کا مفہوم ہے صبح کا سونا عمر کی برکت کو ختم کر دیتا ہے۔

ان روایات کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ جو شخص صبح کے بابرکت وقت میں بیدار رہتا ہے وہ دن میں بہت تھوڑی محنت اور مختصر وقت میں اپنی روزی حاصل کر لیتا ہے اور جو شخص اس برکت کے وقت کو سو کر گزار دے پھر وہ دن بھر مشقت برداشت کر کے ادھر ادھر کی "خاک" چھان کر تھک تھکا کر اپنی روزی جمع کرے گا ایک روایت کا مفہوم ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

اللھم بارک لامتی فی بکورھا

ترجمہ: "اے اللہ میری امت کی صبح میں برکت پیدا فرما دیجئے۔"

ظاہری بات ہے کہ برکت تو اس کو ملے گی جو برکت لینا چاہے اور جو اس قیمتی وقت میں

سو رہا ہو تو وہ برکت کو کیسے حاصل کر سکتا ہے لہٰذا بچوں کو صبح جلدی اٹھنے کا پابند بنانا چاہئے تاکہ وہ سست اور مغفل اور محروم نہ بن جائیں۔

نماز فجر کی ابتداء

یہ بلاشبہ ایک حقیقت ہے کہ فجر کی نماز کا وقت نیند اور غفلت کا وقت ہے۔ یہی نیند، غفلت اور سستی ہی عام طور پر نماز فجر میں کوتاہی کا سبب بنتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب رحمت ہے کہ جس عمل میں ذرا سی مشقت ہوتی ہے۔ وہاں اس عمل کا اجر و ثواب بڑھا دیتے ہیں، اور اس کے زیادہ اہتمام کرنے کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ نماز فجر میں دوسری نمازوں کی بہ نسبت مشقت زیادہ ہے اس لئے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے (جو انشاء اللہ آگے بیان ہوگا) اور اس کی عظمت بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ اس کی عظمت کے سلسلے میں بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ وہ عظیم الشان نماز ہے جو اس دنیا میں سب سے پہلے ادا کی گئی، جس کو سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اس وقت ادا کیا تھا جب آپ جنت سے دنیا میں تشریف لائے تھے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ جس وقت آپ کو جنت سے دنیا میں اتارا گیا اس وقت دنیا میں رات چھائی ہوئی تھی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ اس تاریکی کو دیکھ کر آپ کو فکر دامن گیر ہوئی اور ڈر لگا کہ یہ دنیا ایسی تاریک اور اندھیری ہے؟ یہاں روشنی کا نام و نشان نہیں۔ اس تاریکی میں کس طرح باقی زندگی گزاروں گا؟ لیکن چونکہ وہ رات کی تاریکی تھی جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ گزر جاتی تھی اور اس کے بعد دن آتا تھا۔ لیکن پہلے سے چونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کا اندازہ نہ تھا۔ اس لئے آپ یہ سمجھے کہ بس اس تاریکی کا نام دنیا ہے۔ اس لئے آپ کو بہت فکر لاحق ہوئی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ رات ختم ہونے کے قریب ہوئی اور مشرق کی طرف سے صبح صادق کا چاند نمودار ہونا شروع ہوا اور روشنی پھیلنی شروع ہوئی۔ بس اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اس وقت آپ نے سورج نکلنے سے پہلے دو رکعت ادا فرمائیں۔ ایک رکعت رات کی تاریکی کے جانے کے شکرانے میں اور ایک رکعت روشنی کے نمودار ہونے کے شکرانے میں کہ یا اللہ آپ کا شکر

ہے کہ رات اور اسکی کی تاریکی چلی گئی۔ یا اللہ، آپ کا شکر ہے کہ دن نکل آیا اور روشنی آ گئی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے شکرانے کی یہ دو رکعت اتنی پسند آئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر فجر کے وقت اس نماز کو فرض فرما دیا۔ بہر حال، یہ وہ عظیم الشان نماز ہے جو دنیا میں سب سے پہلے ادا کی گئی، اور ہم لوگ روزانہ اس نماز سے اپنی زندگی کے ہر دن کا آغاز کرتے ہیں۔ لہٰذا صحیح وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

فجر کے وقت جاگنے کے فوائد

فطری تقاضا بھی ہے کہ انسان رات کو سوئے اور دن کو جاگے۔ جلدی جاگنا نبی علیہ السلام کی سنت بھی ہے اور انسان کی صحت کیلئے بھی اچھا ہے۔ اس لئے کہ جب سورج نکلنے کے قریب ہوتا ہے تو ہوا کے اندر اوزون گیس ہوتی ہے اور وہ انسان کی صحت کیلئے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔ سونے والا بستر پر اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ ذرا باہر نکل کو ٹھنڈی ہوا لگتی ہے۔ تو اس میں فائدہ بھی ہے اور روحانی فائدہ بھی ہے۔ بالخصوص بچوں کو تو جلدی اٹھانا تا کہ ان کے جسم کی نشو و نما بھی اچھی ہو اور تربیت بھی اچھی ہو۔

فجر کے بعد سونے کے نقصانات

حدیث پاک میں آیا ہے جو آدمی فجر کے بعد سونے کا عادی ہو اللہ تعالیٰ اس کی یادداشت کو ختم کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ تجربہ کریں کہ جن عورتوں کو فجر کے بعد سونے کی عادت ہو وہ بھلکڑ ہوتی ہے۔ باتیں بھول جاتی ہیں، چیز رکھ کر بھول جاتی ہیں، کام کرنا تھا بھول جاتی ہیں۔ خاوند کو بات کہنی تھی بھول جاتی ہیں۔ زیادہ بھولنے کی عادت عام طور پر فجر کے بعد زیادہ سونے کی عادت کی وجہ سے ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا اور بعض روایات میں تو یہ بھی آیا کہ بعد سونے والوں کے لئے حلال رزق تنگ کر دیا جاتا ہے، لہٰذا ان کو ادھر ادھر کا ملا جلا تو بہت کچھ مل جائے گا مگر حلال رزق کے دروازے بند کر دیے جائیں گے ہاں کوئی آدمی ایسا ہے جس کی ڈیوٹی ہی رات کی ہے، وہ اگر ساری رات جاگا اور فجر پڑھ کر سو گیا تو اس بات سے خارج ہے۔ ہاں وہ اللہ والے جو رات کو جاگتے ہیں، وہ اشراق

کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کرتے ہیں۔ اشراق کے بعد سونا بالکل ٹھیک ہے، یہ بزرگوں کی عادت رہی ہے مگر فجر اور اشراق کے درمیان سونا حتی الوسع نہیں سونا چاہیے۔ سوائے اس کے کہ رات کو انسان اتنا جاگا ہو کہ اب بھی نہیں سوئے تو سارا دن کام کرنے کے اندر رکاوٹ ہوگی پھر اس کی اجازت ہے، عام عادت نہیں بنانی چاہیے۔

زندگی کا منحوس دن

بعض بزرگوں کا یہ عمل بھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی کی فجر کی نماز قضا ہوتی ہے وہ اس آدمی کی زندگی کا منحوس دن ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی نے قسم کھالی کہ میں اپنی بیوی کو منحوس دن طلاق دوں گا۔ اب اسے سمجھ نہیں آئی تھی کہ میں قسم تو کھا بیٹھا لیکن منحوس دن کونسا ہے۔ کسی فقیہ کے پاس گیا۔ انہوں نے فرمایا جس دن تمہاری فجر کی نماز قضا ہو جائے وہ تمہاری زندگی کا منحوس ترین دن ہے، تم اس دن یہ کام کر سکتے ہو۔

بعض ایسے بزرگوں کے بارے میں پڑھا کہ جو وقت کے حاکم تھے مگر انہوں نے دستور بنایا ہوا تھا، وہ سوچتے تھے کہ جو آدمی فجر کی نماز وقت پر پڑھ لیتا ہے وہ اللہ کی امان میں آجاتا ہے۔ لہٰذا وہ حد اور وہ تعزیرات کی جو سزائیں دینی ہوتی تھیں وہ اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک کہ یہ یقین نہ کر لیتے تھے کہ آج اس نے فجر کی نماز نہیں پڑھی۔ اگر پڑھ لیتا تھا تو اس کو سزا دینا موخر کر دیتے تھے کہ یہ اللہ کی امان میں آگیا ہے تو ہم کیوں اس کو سزا دیں۔

منور دن

مسلمانوں کا معاشرے میں عشاء کے بعد جلدی سونے اور صبح کے وقت جلدی جاگنے کا معمول ہوتا ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرام کے زمانے میں تہجد کے وقت اگر کوئی آدمی شہر کی گلیوں میں چلتا تھا تو گھر گھر سے قرآن پڑھنے کی یوں آواز آتی تھی جیسا کہ شہد کی مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز ہوتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم صبح کے وقت اٹھیں۔ عورتیں صبح کی وقت اٹھ کر نماز پڑھیں۔ اگر تہجد پڑھیں تو کیا ہی بات ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ درود شریف پڑھیں۔ استغفار پڑھیں۔ صبح کے وقت گھر کے اندر عبادت کا کرنا پورے دن کو

منور بنادیتا ہے۔

فجر یا صبح کی نماز

صبح کی نماز اس رب کریم کے حضور اعتراف عجز اور اقرار شکر کا ، وہ موقر اور مقبول ذریعہ ہے جسے ادا کر کے انسان اپنے آپ کو اللہ کی ضمانت میں دے دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''من صلی الصبح فھو فی ذمة اللہ فانظر یا ابن ادم لا یطلبک اللہ من ذمه بشیٔ''

''جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ کی ضمانت میں ہے۔ اے بنی آدم! غور کر اللہ تعالیٰ اپنی ضمانت کے بدلے میں تجھ سے کوئی چیز طلب نہیں فرماتے۔''

(مسلم کتاب المساجد ۶۵۷ ریاض الصالحین، ج ۱۰۷۹)

جنت میں داخلہ

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

من صلی بردین دخل الجنة

''جس نے صبح کی ، ٹھنڈی رکعتیں پڑھیں وہ جنت میں داخل ہو گیا''

(صحیح بخاری ، کتاب مواقیت الصلوة ، باب فضل صلوة الفجر، ح: ۵۷۴، صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب فضل صلاتی الصبح العصر، ح ۶۳۵ ، ریاض الصالحین ، ح ۱۰۷۷)

اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ الفجر کی تاکید میں فرمایا:

اقم الصلوة لدلوک الشمس الی غسق الیل و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا (بنی اسرائیل:۷۸)

مفسرین لکھتے ہیں مندرجہ بالا آیت میں صبح کی نماز میں خصوصاً قرآن حکیم کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے۔ رہا اس کا مشہود ہونا تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور رات اور دن کے فرشتے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دیکھئے بخاری

کتاب التفسیر...... ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ حدیث بیان کرنے کے بعد کہا کہ اگر تم چاہو تو قرآن کی یہ آیت پڑھ لو۔ (یعنی مذکورہ بالا آیت)

آگ سے نجات

ابوزہیر عمارہ بن رویبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبھا یعنی الفجر و العصر

''جس نے سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے قبل نماز پڑھی یعنی فجر اور عصر کی وہ ہرگز آگ میں داخل نہ ہوگا۔''

(مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلاۃ الصبح والعصر والمحافظۃ علیہما ج ۷، ۱۰۹، ریاض الصالحین ج ۲، ۱۰۴۹)

نماز فجر کا ثواب

احادیث طیبہ میں اس نماز کی بہت فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی گویا اس نے آدھی رات عبادت (اور نماز) میں گزاردی اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے پوری رات (عبادت اور نماز کے اندر گزاردی۔'' (مسلم شریف)

دیکھئے کتنا عظیم ثواب اس نماز پر بیان کیا گیا ہے۔ ساری رات جاگ کر عبادت کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ حتیٰ کہ ہم لوگوں کے لئے ان راتوں میں تمام رات عبادت کرنا مشکل ہوتا ہے جو عبادت کی مخصوص راتیں کہلاتی ہیں۔ مثلاً شب برأت، شب قدر، شب عید، شب بقرہ عید، شب عرفہ وغیرہ۔ ان راتوں میں عبادت کرنے کے مخصوص فضائل ہیں۔ لیکن ان راتوں میں بھی ہم ساری رات نہیں جاگ پاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان کریمی

دیکھئے کہ جو شخص فجر اور عشاء کی نماز باجماعت پڑھ لے۔ اس کو ساری رات جاگ کر عبادت کرنے کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص ان دونوں نمازوں کو جماعت سے پڑھنے کا عادی ہی ہو جائے تو وہ سارے سال ہر رات جاگ کر عبادت کرنے والوں کے ثواب میں شامل ہو جائے گا۔ ذرا سی مشقت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے کتنا ثواب بڑھا دیا ہے۔ جبکہ نماز کے لئے سو کر اٹھنے پھر استنجاء وضو سے فارغ ہو کر دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض باجماعت پڑھنے میں زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ خرچ ہوتا ہے اور عشاء کی نماز پڑھنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ صرف ہوتے ہیں۔ گویا ہم صرف پون گھنٹہ خرچ کرکے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس طرح محنت کم اور ثواب زیادہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت خاص ہے کہ جہاں کہیں کسی عمل میں بندوں پر ذرا سی مشقت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس عمل کا ثواب بڑھا دیتے ہیں۔ اور ثواب ہی مطلوب اور مقصود ہے۔ اس لئے کہ آخرت میں یہ ثواب ہی کام آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کی نماز میں جو اجر وثواب رکھا ہے۔ وہ اس نماز کے ساتھ خاص ہے اور نمازوں میں نہیں ہے۔

مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب

اصل حکم تو یہی ہے کہ مرد حضرات ہر نماز مسجد میں آکر باجماعت ادا کریں۔ اس لئے مسجد کی جماعت کے ثواب کے برابر گھر کی جماعت کا ثواب نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر کبھی مسجد پہنچنے میں دیر سویر ہو جائے تو گھر کے اندر بھی جماعت ہو سکتی ہے۔ بہرحال کوشش کریں پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا ہوں، اور اس طرح پڑھنے کی ہم عادت ڈالیں۔ اس لئے کہ اس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ”فضائل نماز“ میں لکھا ہے کہ ایک نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کا ثواب تین کروڑ پینتیس لاکھ چون ہزار چار سو بتیس درجہ ہے۔ اکیلے جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کا یہ ثواب نہیں ہے یہ نماز باجماعت کا ثواب ہے۔

نماز قضا کر دینے کا عذاب

اور جس طرح جماعت سے نماز پڑھنے کا یہ ثواب عظیم ہے۔ اس طرح نماز کو قضا کر دینے کا عذاب بھی بہت بڑا ہے، اور اس کو زیادہ یاد رکھنا چاہئے، تا کہ ہماری فجر کی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک نماز بھی جان بوجھ کر بلا عذر شرعی قضا کر دے تو چاہے بعد میں اس کو پڑھ بھی لے، پھر بھی اسے ایک نماز جان بوجھ کر قضا کرنے کی وجہ سے دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال تک جہنم کی آگ میں جلایا جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

نماز فجر سے کاموں میں آسانی اور برکت

ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ:

”جس شخص نے فجر کی نماز پڑھ لی وہ شخص اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے تو اے ابن آدم خیال کر، کہ کہیں اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنے ذمہ میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہ کر بیٹھے“۔

(مسلم شریف)

لہٰذا جو شخص نماز فجر باجماعت ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں بھی نہیں آتا، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری سے باہر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں آنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص دن بھر انشاء اللہ تعالیٰ ہر قسم کے حادثات، سانحات، مسائل، واقعات اور پریشانیوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت خاص میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں گے۔ اس کی مدد فرمائیں گے، اس کے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ کی مدد شامل ہوگی۔ جس کے نتیجے میں اس کو ہر کام میں سہولت اور آسانی میسر ہوگی۔ اور جو شخص فجر کی نماز وقت پر نہیں پڑھتا، بلکہ قضا کر دیتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری سے خارج ہو جاتا ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے کاموں میں سہولت اور آسانی نہیں ہوتی، اور وہ شخص حادثات اور پریشانیوں کا شکار ہو سکتا ہے، اور مصیبتوں کے اندر مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دن بھر کے کاموں کے انجام پانے کے لئے بھی یہ ضروری

ہے کہ ہم نماز فجر با جماعت کا اہتمام کریں، تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی امان اور حفاظت میں آ کر ہمارے دین و دنیا کے سارے کام آسان ہوں اور ان کاموں میں خیر و برکت اور راحت و عافیت حاصل ہو۔

فرشتوں کے ذریعہ انسان کی حفاظت

حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کی رو سے فجر اور عصر کی نمازیں ایسی ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے جمع ہوتے ہیں۔ ان میں بعض فرشتے تو وہ ہیں جو انسانوں کی آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف سے حفاظت کرتے ہیں اور دنیا میں جتنی چیزیں انسان کو تکلیف پہنچانے والی ہیں۔ مثلاً جنات، شیاطین، سانپ، بچھو، حادثات، سانحات وغیرہ یہ فرشتے ان سب سے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض مرتبہ ایک انسان کسی جگہ سے گرتے گرتے بچ جاتا ہے اور بعض اوقات ایک انسان کسی حادثے کا شکار ہوتے ہوتے بچ جاتا ہے۔ اب وہ شخص کہتا ہے کہ میرا مر جانا بالکل یقینی تھا۔ میری گاڑی دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ڈرائیور بچ گیا ہوگا، لیکن میں بال بال بچ گیا۔ مجھے تو خراش تک بھی نہیں آئی۔ اس قسم کے حادثات میں بعض ہلاک ہو جاتے ہیں اور بعض بچ جاتے ہیں۔ یہی وہ بات ہے کہ جس کی حفاظت کرنا اور بچانا حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جس کی حفاظت مقدر میں نہیں ہوتی، وہ ہلاک اور تباہ ہو جاتا ہے۔ اب جو شخص بال بال بچ جاتا ہے، در حقیقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کو بچا لیتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ حادثے کا شکار نہیں ہوتا۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا۔ جس کو تقدیر کہتے ہیں۔ سامنے آ جاتا ہے اس وقت وہ فرشتے اپنا حفاظتی پہرہ اٹھا لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو تکلیف دینے والی چیز اللہ کے حکم کے بغیر دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچا سکتی اور نہ کوئی کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر رائی برابر نفع پہنچا سکتا ہے۔ تکلیف پہنچنا بھی اسی کی حکمت و مصلحت سے ہے اور نفع پہنچانے والی ذات بھی وہی ہے۔ انہوں نے اپنی رحمت کاملہ کے صدقے میں اپنے بندوں کی حفاظت کے لیے باقاعدہ فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے جو باقاعدہ اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

حفاظت کا ایک عجیب واقعہ

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک دریا کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا ایک بچھو دوڑتا ہوا پانی کی طرف آ رہا ہے، مجھے تجسس ہوا کہ یہ کیوں دوڑتا ہوا آ رہا ہے۔ میں اس کو دیکھنے لگا، میں نے دیکھا کہ وہ بچھو دریا کے کنارے پر گیا اور کنارے پر ایک کچھوا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ پانی کے قریب پہنچ کر فوراً اچھل کر اس کچھوے کی پشت پر سوار ہو گیا۔ جیسے ہی بچھو اس کی پشت پر سوار ہوا، وہ کچھوا اس کو لے کر دریا کے دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہو گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ یہ بچھو اور کچھوے کی دوستی کیسے ہو گئی؟ اور کس طرح یہ بچھو اس کی پشت پر سوار ہو کر جا رہا ہے؟ چنانچہ میں نے بھی ایک کشتی کرایہ پر لی، اور اس پر سوار ہو کر دوسرے کنارے پر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کچھوا آہستہ آہستہ کنارے کی طرف آنے لگا اور جیسے ہی وہ کنارے پر پہنچا، وہ بچھو فوراً کود کر اس کی کمر سے خشکی پر آ گیا، اور پھر آگے دوڑنے لگا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ کچھ آگے جانے کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے ایک نوجوان شراب کے نشے میں مست پڑا ہوا ہے اور اس نوجوان کے سرہانے ایک کالا ناگ اپنا پھن پھیلائے ڈنک مارنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ابھی میں یہ منظر دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ بچھو جلدی سے وہاں پہنچا اور اس نے سانپ کے ڈنک مارا۔ ڈنک لگتے ہی وہ سانپ تڑپنے لگا اور تھوڑی دیر میں مر گیا۔ بہر حال وہ سانپ اس نوجوان کو ڈنک نہیں مار سکا۔ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آئی کہ کس طرح اس نے اپنے ایک نافرمان بندے کی حفاظت کا خصوصی انتظام فرمایا۔ اب وہ سانپ اس نوجوان کے سرہانے مرا پڑا ہے اور بچھو ڈنک مار کر جا چکا ہے۔ پھر میں نے اس نوجوان کو اٹھایا اور اس کو سارا واقعہ سنایا کہ دیکھو تو شراب کے اندر مست ہے لیکن خالق کائنات نے تیری حفاظت کا کیسا انتظام فرمایا ہے؟ ایک طرف اتنی دور سے بچھو کو یہاں آنے کا حکم دیا اور پھر کچھوے کو مقرر فرمایا کہ وہ بچھو کو دریا پار کرائے۔ اور پھر بچھو نے آ کر سانپ کو ڈنک مارا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے سانپ کے ڈسنے سے تمہیں بچا لیا، جب اس نوجوان نے اللہ تعالیٰ

کی حفاظت اور اس کی رحمت کو سنا تو وہ زار و قطار رونے لگا کہ ہائے میں ایسا گناہ گار اور نافرمان بندہ ہوں لیکن وہ مجھ پر پھر بھی بڑے رحمٰن و رحیم ہیں۔ اس کے بعد اس نے حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی اور عہد کیا کہ آج کے بعد میں اپنے پروردگار کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔

بہرحال یہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت اور قدرت کا ایک نمونہ ہمیں دکھا دیا ہے۔ ورنہ فرشتوں کی ڈیوٹی ہر ہر انسان پر مقرر ہے اور وہ تمام انسانوں کی ہر وقت حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو جنات انسان کی بوٹی بوٹی نوچ لیں۔ ایذا دینے والے جانور انسانوں کو ختم کر کے رکھ دیں۔ لیکن یہ اللہ کے فرشتے جو ہمیں نظر نہیں آتے وہ سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے ساتھ رہتے ہیں اور چاروں طرف سے ہماری حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

فرشتے نیکی کا خیال دل میں ڈالتے ہیں

یہ فرشتے ہماری حفاظت کے علاوہ ایک کام اور بھی کرتے ہیں، وہ یہ کہ اچھے اچھے کاموں کی رغبت ہمارے دل میں ڈالتے ہیں۔ مثلاً اذان ہوئی تو فرشتے دل میں یہ رغبت ڈالیں گے کہ اذان ہو چکی ہے، نماز پڑھنا فرض ہے اور باجماعت نماز پڑھنے کا بڑا ثواب ہے۔ اس لئے مسجد میں جا کر نماز ادا کرنی چاہئے۔ اسی طرح ہر اچھے کام کے کرنے کی طرف ہمارے دل میں رغبت اور شوق پیدا کرتے رہتے ہیں اور ہر گناہ سے بچنے کا داعیہ پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مومن اچھے کام کے موقع پر اپنے دل میں اچھائی کا جذبہ محسوس کرتا ہے۔ اور ہر برے کام کے موقع پر اس سے بچنے کا خیال بھی دل میں آتا ہے۔ جب چاہیں اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں۔ البتہ کسی کا دل بالکل سیاہ ہو چکا ہو اور گناہوں کی وجہ سے اس کا دل بالکل مردہ ہو چکا ہو تو وہ الگ بات ہے۔ اس صورت میں اس کو ان نیک جذبات کا احساس نہیں ہوتا، بلکہ یہاں تک منقول ہے کہ اگر کوئی مسلمان کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو اس وقت فرشتے اس کے دل میں یہ جذبہ اور داعیہ ڈالتے ہیں کہ اس گناہ سے جلدی توبہ کرلو، اور اس گناہ سے باز آجاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لو۔

اعمال لکھنے والے فرشتے

فرشتوں کی دوسری جماعت وہ ہے جو انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ جن کو "کراماً کاتبین" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ ہمارے دائیں طرف مقرر کیا ہوا ہے، اور دوسرا فرشتہ بائیں طرف مقرر کیا ہوا ہے۔ دائیں طرف والا فرشتہ انسان کی نیکیاں لکھنے پر مقرر ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ انسان کے گناہ لکھنے پر مقرر ہے۔ اور ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کا عجیب معاملہ فرمایا ہوا ہے کہ دائیں طرف والا فرشتہ امیر ہے اور بائیں طرف والا فرشتہ اس کے ماتحت ہے۔ چنانچہ جب انسان کسی نیک کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو دائیں طرف والا فرشتہ فوراً اس کی ایک نیکی لکھ لیتا ہے۔ چونکہ وہ خود امیر اور حاکم ہے۔ اس لئے اس کو دوسرے فرشتے سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، اور جب انسان ایک نیک عمل کرتا ہے۔ تو یہ فرشتہ اس کے اعمال نامے میں کم از کم دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پھر جس نیک عمل میں جتنا اخلاص بڑھتا جاتا ہے۔ اور جب انسان کوئی گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس وقت بائیں طرف والا فرشتہ دائیں طرف والے فرشتے سے پوچھتا ہے کہ اس انسان نے گناہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے، میں اس کا یہ گناہ لکھ لوں؟ تو دائیں طرف والا فرشتہ کہتا ہے کہ ابھی اس نے گناہ کہاں کیا ہے؟ لہٰذا ابھی یہ گناہ مت لکھو! چونکہ بائیں طرف والا فرشتہ ماتحت ہے۔ اس لئے اس کو اس کی بات ماننی پڑتی ہے۔ چنانچہ وہ گناہ نہیں لکھتا۔ اس کے بعد جب انسان گناہ کر لیتا ہے تو پھر پوچھتا ہے کہ اب تو اس نے گناہ کر لیا ہے، اب لکھ لوں؟ دائیں طرف والا فرشتہ کہتا ہے کہ ابھی مت لکھو، اور جلدی مت کرو، ہو سکتا ہے کہ یہ توبہ کر لے۔ اگر توبہ کر لے گا تو تمہیں وہ گناہ مٹانا پڑے گا۔ اس لئے مٹانے سے بہتر ہے کہ تھوڑا سا انتظار کر لیا جائے، فوراً نہ لکھا جائے۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اس کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ تم نے یہ گناہ کیا ہے۔ بری بات ہے۔ گڑگڑا کر توبہ کر لو، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر ایک خاص وقت تک انتظار کرتا ہے۔ اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو ٹھیک لیکن اگر وہ خبردار نہیں ہوتا اور فرشتے کی تلقین کے باوجود وہ توبہ نہیں کرتا تو اب دائیں طرف کا فرشتہ کہتا ہے کہ اچھا بھائی، اب اس کے اعمال نامے میں ایک گناہ لکھ لو ایک سے

زیادہ مت لکھنا۔ چنانچہ وہ فرشتہ ایک گناہ لکھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بڑی عظیم رحمت ہے۔ وہ حقیقت میں اپنے بندوں کو معاف ہی کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال، یہ سب کام فرشتے انجام دیتے ہیں۔

فجر اور عصر کی نمازوں میں فرشتوں کا اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فرشتے فجر کی نماز میں بھی جمع ہوتے ہیں اور عصر کی نماز میں بھی، دن والے فرشتے عصر کی نماز کے بعد واپس جاتے ہیں، اور رات والے فرشتے عصر کی نماز میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح دن والے فرشتے فجر کی نماز میں آجاتے ہیں اور رات والے فرشتے واپس چلے جاتے ہیں اور جب یہ فرشتے واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ علم رکھنے کے باوجود ان سے پوچھتے ہیں کہ جب تم واپس آرہے تھے اس وقت میرے بندوں کو تم نے کس حالت میں پایا؟ اور کس حالت میں تم نے ان کو چھوڑا؟ وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اے پروردگار عالم، جب ہم وہاں پہنچے تب بھی ان کو نماز پڑھتے ہوئے پایا اور جب واپس آئے اس وقت بھی نماز اور آپ کے ذکر میں پایا۔ بہرحال، فجر اور عصر کی نماز کا وقت فرشتوں کی حاضری کا وقت ہے اور جہاں کہیں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے وہ خصوصی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مقبول، محبوب اور گناہوں سے پاک مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت ہی میں نیکی رکھ دی ہے۔

گناہوں سے ان کو بچایا ہوا ہے۔ لہٰذا جو شخص ان دو نمازوں میں حاضر ہوگا، وہ ان فرشتوں کے اجتماع کی برکت سے بھی فیض یاب ہوگا۔

فرشتوں کے اجتماع کی برکت

ان فرشتوں کے اجتماع کی برکت کے نتیجے میں انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے اطاعت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ آخرت کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ نیک بننے کو دل چاہتا ہے۔ نیک لوگوں کے پاس جانے کو دل چاہتا ہے۔ اچھے اچھے کام کرنے کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے۔ اللہ اللہ کرنے کو دل چاہتا ہے۔ لہٰذا جس طرح نیک لوگوں کی صحبت کے

اثرات ہوتے ہیں۔ اس طرح فرشتوں کی صحبت اور ان کی برکت سے بھی نیک لوگوں کے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا دن اچھا گزرے اور دن بھر نیک کاموں میں لگے رہیں اور گناہوں سے بچے رہیں تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم فجر کی نماز کا اہتمام کریں۔ اور اس کو باجماعت ادا کریں تاکہ سارے دن اس کی برکات ہمیں حاصل رہیں۔ اور جب دن خیریت سے گزر جائے تو پھر عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کریں تاکہ دوبارہ فرشتوں کے اجتماع کی برکات ہمیں حاصل ہوں۔ اور ان دونوں نمازوں کے بعد تسبیح فاطمی پڑھنے کا بھی اہتمام کریں اس لئے کہ اللہ کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے۔

نماز فجر اور عصر چھوڑنے کی نحوست

جو شخص عصر کے نماز اور فجر کی نماز قضا کر دے گا تو وہ ایک طرف تو نماز قضا کرنے کے گناہ میں مبتلا ہوگا۔ دوسری طرف اس کے کاموں کے اندر مشکلات اور دشواریاں پیش آئیں گی۔ معمولی سے معمولی کام اس کا پہاڑ محسوس ہوگا اور اس کے اندر راحت اور آرام نصیب نہ ہوگا اور وہ شخص فرشتوں کے اجتماع کی برکات سے محروم ہو جائے گا۔

نماز فجر کے لئے تکلیف گوارہ کرنا

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کی عشاء کی نماز اور فجر کی نماز میں کیا ثواب ہے تو لوگ اس ثواب کو حاصل کرنے کے لئے مسجدوں میں پہنچ جائیں چاہے ان کو گھسٹ گھسٹ کر پہنچنا پڑے۔" (بخاری و مسلم)

گویا کہ اس ثواب کی خاطر گھسٹنے کی تکلیف برداشت کر لیں گے لیکن اس ثواب سے محروم ہونا ان کو گوارہ نہ ہوگا۔ اس حدیث کے ذریعہ ہمیں یہ بتا دیا گیا کہ وہ اجر ثواب ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو، لیکن ہم اور آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر یقین رکھیں کہ واقعی نماز فجر اور نماز عشاء میں اتنا عظیم ثواب ہے کہ اس کے لئے بہر صورت ہمیں جب

تک ممکن ہو جماعت سے ادا کرنے کیلئے مسجد میں آنا چاہئے۔ اگر اس کیلئے ہمیں اپنی نیند قربان کرنی پڑے یا کوئی اور راحت قربان کرنی پڑے تو کر دینا چاہئے، بلکہ اس کے لئے اگر کچھ تکلیف بھی گوارہ کرنی پڑے تو اس کو گوارہ کر لینا چاہئے، کیونکہ اس ثواب کے مقابلے میں اس تکلیف کی کوئی حقیقت نہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور نماز باجماعت کا اہتمام

چونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن رکھا تھا۔ اس لئے ان کا یہ حال تھا کہ جو حضرات معذور تھے۔ اور جن کے لئے شرعی طور پر مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا واجب نہیں تھا اور ان کے گھر میں نماز پڑھنے کی شرعاً اجازت تھی۔ لیکن وہ صرف ثواب حاصل کرنے کی خاطر عذر کے باوجود مسجد میں تشریف لاتے، اگر کوئی نابینا ہیں تو بھی مسجد میں تشریف لا رہے ہیں۔ اگر کوئی لاٹھی کے سہارے آسکتے ہیں تو وہ لاٹھی کے سہارے مسجد میں آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ اگر کوئی صحابی دوسرے حضرات کے سہارے آسکتے تھے تو وہ دوسروں کے سہارے مسجد میں آجاتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں مردوں کے لئے بغیر جماعت نماز پڑھنے کا تصور ہی نہیں تھا۔ اگر کوئی شخص جماعت سے پیچھے رہ جاتا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ بیمار ہے اور مسجد میں آنے پر قادر نہیں ہے اسلئے وہ مسجد میں نہیں آیا لہٰذا اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر پہنچ جاتے۔

نماز فجر جماعت سے پڑھنا ساری رات نفل پڑھنے سے بہتر ہے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ ایک صحابی جن کا نام حضرت سلیمان بن حثمہ رضی اللہ عنہ تھا۔ ایک مرتبہ وہ فجر کی نماز میں تشریف نہ لاسکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف نہیں لائے۔ نماز کے بعد آپ کو بازار جانا تھا۔ راستے میں حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ ان کے والدہ کا نام حضرت شفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا۔ چنانچہ آپ ان کے مکان پر پہنچے اور ان کی

والدہ سے پوچھا کہ آج سلیمان نماز فجر میں تشریف نہیں لائے۔ کیا بات ہے؟ ان کی والدہ محترمہ نے جواب دیا کہ آج وہ ساری رات نماز پڑھتے رہے۔ صبح کے قریب ان کی آنکھ لگ گئی۔ اس لئے وہ فجر کی نماز میں نہیں آسکے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک ساری رات نماز پڑھنے کے مقابلے میں فجر کی نماز باجماعت پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ (مرقاۃ)

یعنی آدمی ساری رات سوتا رہے اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ ساری رات نماز پڑھتا رہے اور فجر کی نماز چھوڑ دے۔ اس لئے کہ ساری رات نماز پڑھنا نفل ہے اور فجر کی نماز فرض ہے اور جماعت سے پڑھنا واجب ہے اور ساری رات کے نفل فرض وواجب کے برابر نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا رات کو نماز پڑھنے کے ساتھ اس کا اہتمام کرے کہ اس سے فجر کی نماز بھی فوت نہ ہو۔ تا کہ رات کو نفل پڑھنے کا ثواب بھی حاصل ہو اور فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کا الگ ثواب حاصل ہو۔

فجر کی نماز قضا ہونے کی وجہ

فجر کی نماز قضا ہونے کی سب سے بڑی وجہ ہماری نیند ہے۔ اس میں ہماری طرف سے ایک زبردست کوتاہی ہو رہی ہے۔ یہ کہ ہم لوگ رات کو بہت دیر سے سونے کے عادی ہو گئے ہیں۔ بارہ بجے تک رات کو جاگنا معمولی بات ہے۔ رات کے ایک دو بجے تک جاگیں تو خیال آتا ہے کہ ہاں اب کچھ زیادہ وقت ہو گیا ہے، پھر اس کے بعد ہم سونے کی تیاری کرتے ہیں۔ رات کو اتنی دیر تک جاگنا جس کے نتیجے میں فجر کی نماز قضا ہو جائے۔ جائز نہیں، چاہے وہ جاگنا نیک اور اچھے کام کے لئے کیوں نہ ہو، مثلاً کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد ذکر میں یا تلاوت میں یا تسبیحات میں لگ جائے، یا وعظ وتقریر میں یا دین کی کتابوں کے مطالعے میں یا تکرار ومطالعہ میں یا امتحان کی تیاری وغیرہ میں مشغول ہو جائے۔ جس کی وجہ سے اس کی فجر کی نماز قضا ہو جائے تو یہ جائز نہیں۔ جبکہ عام لوگ رات کے ایک دو بجے تک جن کاموں میں مشغول ہوتے ہیں وہ تو سرے سے عبادت بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ان میں سے بہت سے کام تو ناجائز ہوتے ہیں۔ مثلاً ٹی وی دیکھنا، وی سی آر کے ذریعہ فلمیں

دیکھنا، گانے سننا، ڈرامے دیکھنا یا ویسے ہی مل بیٹھ کر حد سے زیادہ ہنسی مذاق کی باتیں کرنا، یہ سب گناہ کے کام ہیں جبکہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ عشاء کے بعد جتنی جلدی ہو سکے، سو جائیں۔ البتہ عشاء کے بعد بقدر ضرورت تھوڑی دیر کیلئے دین کی باتیں یا دنیا کی ضروری باتیں کر سکتے ہیں۔

صحت کے لئے چھ گھنٹے سونا ضروری ہے

اصل حکم یہ ہے کہ عشاء کی بعد جتنی جلدی ہو سکے سو جائیں۔ اور ہر آدمی کو اس کی جسمانی صحت کے لئے چھ گھنٹے سے آٹھ گھنٹے تک نیند پوری کرنا ضروری ہے۔ مثلاً بہت چھوٹی عمر والوں کے آٹھ گھنٹے سونا چاہئے۔ جوان سے زیادہ عمر کے ہوں۔ ان کو سات گھنٹے اور جوان سے زیادہ عمر کو پہنچ جائیں ان کو چھ گھنٹے ضرور سونا چاہئے۔ لہذا عام طور پر ایک متوسط صحت والے آدمی کو کم از کم چھ گھنٹے سونا ضروری ہے۔ اور رات میں چھ گھنٹے سونے کے بعد وہ آسانی سے صبح اٹھ سکتا ہے۔ اگر اس کی نیند پوری نہیں ہوگی تو اس کو اٹھنے میں دشواری ہوگی، اور اس دشواری کا ذمہ دار وہ خود ہوگا کہ اس نے اپنے جسم کو چھ گھنٹے کی پوری نیند کیوں نہیں دی۔

اس لئے آپ کے جسم کو جتنی نیند درکار تھی وہ آپ نے پوری نہیں دی۔ اب تو وہ جسم اپنی نیند پوری کر کے ہی بیدار ہوگا۔ اس سے پہلے نہیں ہوگا۔ لہذا جس شخص کے چھ گھنٹے جس وقت پورے ہوں گے وہ اس وقت اٹھے گا۔ اس حساب سے کوئی صبح چھ بجے اٹھے گا، کوئی سات بجے، کوئی آٹھ بجے، کوئی نو بجے اٹھے گا اور اگر کسی شخص نے اپنے جسم کو زیادہ آرام اور زیادہ نیند کا عادی بنا دیا ہے تو جب اس عادت کے مطابق اس کا جسم نیند پوری کرے گا اس وقت وہ بیدار ہوگا، اس سے پہلے بیدار نہیں ہوگا۔

رب کریم کا دیدار

جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چاند کی چودھویں رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا'' تم

اپنے رب کو بغیر کسی رکاوٹ کے دیکھو گے جس طرح تم چاند کو دیکھتے ہو۔ اگر تم ایسا کر سکو تو ضرور ایسا کرو کہ طلوع آفتاب سے قبل سے اور غروب آفتاب سے قبل کی نماز میں عاجز و مغلوب ہو کر نہ رہ جاؤ یعنی فجر اور عصر کی نماز کا بہر حال التزام کرو۔

(صحیح بخاری، کتاب المواقیت، باب فضل صلوۃ الفجر، ح:۵۷۳۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب فضل صلوۃ الصبح والعصر والمحافظۃ علیہما، ح:۶۳۳۔ ریاض الصالحین، ح:۱۰۵۱)

یہ تو فجر کی نماز پڑھنے کا اجر و ثواب ہے اور اب آیئے دیکھیں کہ فجر کی دو سنت ادا کرنے سے کون سا لازوال خزانہ ہاتھ آتا ہے۔

دنیا و مافیہا سے بہتر

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

قال فی شان الرکعتین عند طلوع الفجر لھما احب الی من الدنیا جمیعا۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر والحث علیہما، ح:۱۵۸۹)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) صبح کی دو سنتوں کے بارے میں فرمایا:

"مجھے فجر کی دو سنتیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں"...... دوسری روایت میں ہے کہ رکعتا الفجر خیر من الدنیا و ما فیھا ...... یہ پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر ہیں۔"

(مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر، ح:۱۵۸۹)

رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت کونسی دُعا پڑھتے تھے

☆ ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی نے بواسطہ عمرو بن علی، یحییٰ، سفیان، سلمہ بن کہیل، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزی بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہما نے کہا، رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اصبحنا علی فطرۃ الاسلام و کلمۃ الاخلاص، و دین نبینا محمد ﷺ و ملۃ ابینا ابراھیم، حنیفا مسلما و ما انا من المشرکین.

(صبح کی ہم نے فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر (سب سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی طرف) یکسو ہوتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں)

محمد بن بشار نے اس سے قدرے مختلف روایت بیان کی ہے۔

☆ محمد بن بشار نے بواسطہ یحییٰ، سفیان، علقمہ بن کہیل، ذر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کیا عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔

اصبحنا علی الفطرة، والاخلاص و دین نبینا محمد ﷺ و ملة ابینا ابراهیم حنیفا مسلما، و ما انا من المشرکین

ہم نے صبح کی فطرت، اخلاص، اپنے نبی محمد ﷺ کے دین اور اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت پر یکسو اور مسلمان ہوتے ہوئے اور میں مشرکین میں سے نہیں)

☆ محمد بن بشار نے بواسطہ محمد، شعبہ، سلمہ، ذر، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ بیان کیا، کہ عبدالرحمٰن ابزیٰ نے کہا، رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اصبحنا علی فطرة الاسلام و کلمة الاخلاص، و علی دین نبینا محمد ﷺ و علی ملة ابینا ابراهیم حنیفا مسلما و ما کان من المشرکین.

صبح شام یہ دعا پڑھنے والے کا ثواب

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا وبمحمد ﷺ نبیا

☆ ابو الاحوص نے بواسطہ خالد بن الحارث، شعبہ، ابو عقیل، سابق بن ناجیہ، بیان کیا کہ ابو سلام نے کہا، میں مسجد حمص میں تھا (صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے) ایک شخص کا گذر ہوا، میں نے کھڑے ہو کر ان سے کہا مجھے ایسی حدیث سنائیں جو آپ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، آپ کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ نہ ہو، تو انہوں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ارشاد فرما رہے تھے۔

"جو بھی مسلمان صبح وشام تین بار یہ دعا پڑھے"۔

رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا

میں اللہ تعالیٰ کو رب، اسلام کو دین اور محمد ﷺ کو نبی مان کر راضی ہوں

تو اللہ تعالیٰ نے لازم کر رکھا ہے کہ قیامت کے دن اسے راضی کر دے۔"

ابو ہانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں جو روایت نقل کی ہے اس میں (ابو ہانی کے روشن گردوں) عبدالرحمن بن شریح اور عبداللہ بن وہب نے قدرے الفاظ نقل کیے ہیں (عبدالرحمن بن شریح نے مندرجہ ذیل الفاظ نقل کیے ہیں)

خالفه عبدالله وهب، رواه عن ابي هاني، عن ابي عبدالرحمن عن ابي سعيد

☆ احمد بن سلیمان نے بواسطہ زید بن الحباب، عبدالرحمن بن شریح، ابو ہانی بیان کیا کہ ابو علی الجنبی نے کہا میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد رسولا پڑھے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا، میں اس پر بہت خوش اور مسرور ہوا۔"

اور دعا

☆ عمرو بن منصور نے بواسطہ عبداللہ بن مسلمہ، سلیمان، ربیعہ، عبدالرحمن بن عنبسہ بیان کیا کہ ابن غنام رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت یہ دعا پڑھی۔

اللهم ما اصبح بي من نعمة او باحد من خلقك فمنك وحدك لاشريك لك فلك الحمد و لك الشكر

(اے اللہ! صبح کے وقت جو بھی نعمت مجھے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو بھی حاصل ہے، وہ تیری طرف سے ہے، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں پس تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں اور تیرے لئے ہی شکر ہے)

اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا

ایک اور دعا اور اسے پڑھنے والے کا ثواب

☆ اسحٰق بن ابراہیم نے بواسطہ بقیہ بن ولید، ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام، بن زیاد بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے

اللھم انی اشھدک و اشھد حملۃ عرشک و ملئکتک و جمیع خلقک انک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لاشریک لک و ان محمدا عبدک و رسولک

(اے اللہ! تحقیق میں آپ کو آپ کے عرش کے حاملین، آپ کے فرشتوں اور آپ کی تمام مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ بلاشبہ آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ ہی یکتا ہیں آپ کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد ﷺ آپ کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے چوتھائی حصہ کو اس دن جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں اور اگر اس دعا کو چار بار پڑھے تو اسے اللہ تعالیٰ اس دن جہنم سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

☆ عمرو بن عثمان اور کثیر بن عبید نے بواسطہ بقیہ بیان کیا کہ مسلم بن زیاد نے کہا، میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔

اللّٰھم انی اشھدک واشھد حملۃ عرشک و ملئکتک و جمیع خلقک بانک انت اللّٰہ لا الہ، الا انت وحدک لا شریک لک و ان محمداً عبدک و رسولک

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیں گے اور اگر وہ شام کو یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے وہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف فرما دیں گے جو اس نے اس رات میں کیے۔

☆ قتیبہ بن سعید نے بواسطہ انس بن عیاض، ابو مودود، محمد بن کعب، ابان بن عثمان، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء و ھو السمیع العلیم

(اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جس کے نام کے ساتھ زمین و آسمان میں کوئی بھی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

شام کے وقت پڑھے تو صبح تک اسے کوئی مصیبت اچانک پیش نہیں آئے گی۔ اور اگر صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت اچانک پیش نہیں آئے گی۔"

☆ یونس بن عبدالاعلی نے بواسطہ ابن وہب، لیث، علاء بن کثیر، ابوبکر بن عبدالرحمن بن مسور بن مخرمہ بیان کیا کہ ابان بن عثمان نے کہا۔

سبحن اللہ العظیم وبحمدہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(پاک ہیں اللہ تعالیٰ عظمت والے، اور ہم ان کی تعریف بیان کرتے ہیں، برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے)

جو شخص شام کے وقت پڑھے تو صبح تک اور اگر صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

حضرت ابان کو فالج ہو گیا۔ دوسرے لوگوں کے ہمراہ یونس بن عبدالاعلی بھی ان کی عیادت کے لیے گئے، لوگ بیمار پرسی کرتے اور چل دیتے، جبکہ یونس بن عبدالاعلی بیٹھے رہے، جب ان کے پاس بھیڑ کم ہوئی تو حضرت ابان نے یونس بن عبدالاعلی سے کہنے لگے "مجھے معلوم ہے تو کیوں بیٹھا ہوا ہے، سن لے بیشک وہ روایت جو میں نے تم سے بیان کی حق ہے، لیکن میں اسے (اس دن) پڑھنا بھول گیا تھا،

☆......☆......☆

سید الاستغفار

☆ قتیبہ نے بواسطہ غندر، حسین المعلم، عبداللہ بن بریدہ، بشیر بن کعب حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ یوں کہے۔

اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت، اعوذ بک من شر ما صنعت، ابوءُ لک بنعمتک وابوء لک بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔

(اے اللہ! آپ ہی میرے پروردگار ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے ہی مجھے پیدا فرمایا ہے، میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ کے عہد و پیمان پر اپنی طاقت کی بقدر قائم ہوں، اپنے اعمال کی برائی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں، آپ کی نعمت اور اپنے گناہوں کا معترف ہوں مجھے بخش دیجئے بیشک آپ کے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا)

اگر صبح کے بعد یقین سے پڑھے اور اس دن شام سے پہلے مر جائے تو جنتی ہوگا، اگر شام کو پڑھے اور صبح سے پہلے مر جائے تو بھی جنتی ہوگا۔"

☆ عباس بن عبدالعظیم نے بواسطہ عبدالملک بن عمرو، عبدالجلیل بن عطیہ، جعفر بن میمون عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ بیان کیا کہ میں نے اپنے والد سے کہا، اے ابا جان! میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ ہر صبح یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اللھم عافنی بدنی اللھم عافنی فی سمعی اللھم عافنی فی بصری، لا الہ الا انت

(اے اللہ! مجھے میرے جسم، سماعت اور بصارت میں سلامتی عطا فرما، آپ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں)

تین بار یعنی جب آپ صبح کرتے ہیں اور تین بار شام کے وقت،

اور آپ یہ بھی پڑھتے ہیں

اللّٰھم انی اعوذ بک من الکفر والفقر، اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب القبر

(اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، کفر اور تنگ دستی سے، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے)

آپ یہ کلمات صبح کے وقت تین بار دہراتے ہیں اور تین بار شام کے وقت انہوں نے کہا، ہاں اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے ہوئے سنا، اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی سنت پر عمل پیرا ہوں۔

ابو عبدالرحمٰن نے کہا کہ جعفر بن میمون حدیث میں ثقہ نہیں اور ابو عامر العقدی ثقہ ہیں۔

یہ دعا دس بار پڑھنے والے کا ثواب

☆ یونس بن عبدالاعلیٰ نے بواسطہ ابن وہب، لیث بن سعد، سلیمان بن عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن یزید بن معاویہ کے آزاد کردہ غلام قاسمؒ بیان کیا کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جبکہ وہ ملک روم میں تھے۔ یہ حدیث بیان کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص صبح کے وقت یہ دعا پڑھے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے)

دس بار (پڑھے) اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا اور یہ کلمات اس کے لیے (ثواب میں) دس غلام (آزاد کرنے) کے برابر ہوں گے، اور اسے اللہ تعالیٰ شیطان سے محفوظ فرمائیں گے اور جو یہ دعا شام کے وقت پڑھے تو اُسے بھی اتنا ہی ثواب ہوگا۔"

ایک سو بار یہ دُعا پڑھنے والے کا ثواب

☆ قتیبہ بن سعید نے بواسطہ مالک، سمی، ابو صالح، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے یہ دُعا پڑھی لا الٰہ الا اللّٰہ، وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر ایک دن میں ایک سو بار، یہ اس کے لیے (ثواب میں) دس غلام (آزاد کرنے) کے برابر ہوگی اور اس کے لیے ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے سو گناہ معاف کیے جائیں گے، یہ اس دن شام تک شیطان سے حفاظت کا سبب ہوگی۔ اور (قیامت کے دن) اُس سے افضل عمل کوئی نہیں لائیگا جو اس کے ساتھ آیا، مگر وہ شخص جس نے اس سے زیادہ عمل کیا۔

عبداللہ بن سعید بن ابی ہند نے اس سے کچھ مختلف الفاظ نقل کیے ہیں

☆ عبداللہ بن الصباح بن عبداللہ العطار البصری نے بواسطہ علی بن ابراہیم، عبداللہ بن سعید، سمی بیان کیا کہ ابو صالح نے کہا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے یہ دُعا پڑھی۔ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر ''دس بار جب اس نے صبح کی تو اس کے لیے اس کے بدلے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، سو گناہ معاف کیے جائیں گے اور یہ دُعا ایک غلام (آزاد کرنے) کے برابر ہوگی، اور اس شام تک اسکی حفاظت کی جائے گی۔ اور جو شام کو پڑھے اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔''

سہیل بن ابی صالح نے اس سے قدرے مختلف روایت بیان کی ہے انہوں نے اسی روایت کو بواسطہ ابو صالح حضرت ابو عیاش زید بن النعمان رضی اللہ عنہ بیان کیا۔

☆ ابراہیم بن یعقوب نے بواسطہ حسن بن موسیٰ، حماد بن سلمہ، سہیل بن ابی صالح، حضرت ابو عیاش زید بن نعمان زرقی رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جس شخص نے صبح کے وقت یہ دُعا پڑھی لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر یہ اس کے لیے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگی اور اس کے بدلہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھی

جائیں گی دس گناہ معاف کیے جائیں گے اور شام تک شیطان سے حفاظت میں رہے گا اور اگر شام کو پڑھے تو صبح تک اسی طرح محفوظ رہے گا۔

ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر! ابو عیاش رضی اللہ عنہ آپ سے ایسی ایسی روایت بیان کرتے ہیں، تو آپ نے فرمایا، ابو عیاش نے سچ کہا ہے۔

بعد نماز فجر کلام کیے بغیر سات بار دوزخ سے پناہ مانگنے والے کا ثواب

☆ عمرو بن عثمان نے بواسطہ ولید، عبدالرحمٰن بن حسان کنانی، مسلم بن الحارث بن مسلم تمیمی بیان کیا کہ حضرت حارث بن مسلم رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "جب تم صبح کی نماز پڑھ لو تو کلام کرنے سے پہلے

اللھم اجرنی من النار

اے اللہ! مجھے دوزخ کے عذاب سے بچا

سات بار کہہ لو پس اگر تم اس دن مر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جہنم سے محفوظ لکھ دیں گے اور جب تم مغرب کی نماز پڑھ لو تو بھی گفتگو کرنے سے پہلے۔

اللھم اجرنی من النار سات بار کہہ لو پس اگر تم اسی رات مر گئے تو تمہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ لکھ دیں گے۔

اس شخص کا ثواب جو بعد نماز فجر یہ کلمات پڑھے

☆ عبدالحمید بن محمد نے بواسطہ مخلد، سفیان، ابن ابی لیلیٰ، شعبی، ابن ابی لیلیٰ، حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ بیان کیا کہ آپ نے فرمایا "جس شخص نے صبح کی نماز کے بعد یہ کلمات کہے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے، اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

یہ کلمات اس کے لیے (ثواب میں) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ہوں گے۔"

اسمٰعیل بن ابی خالد نے اس روایت کو موقوف بیان کیا۔

☆ احمد بن سلیمان نے بواسطہ یعلی، اسمٰعیل، عامر بیان کیا کہ ربیع بن خثیم نے کہا جس شخص نے یہ کلمات کہے لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئٍ قدیر تو یہ اس کے لیے (ثواب میں) چار غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا!

(عامر کہتے ہیں) میں نے ربیع سے کہا یہ آپ سے کس نے بیان کیا؟ انھوں نے کہا عمرو بن میمون نے تو میں عمرو بن میمون سے ملا، میں نے ان سے کہا آپ سے یہ کس نے بیان کیا، تو انھوں نے کہا عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے، تو میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ملا، میں نے ان سے کہا کہ آپ سے کس نے بیان کیا تو انھوں نے کہا ابو ایوب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی نے۔

☆ زکریا بن یحییٰ نے بواسطہ حکیم بن سیف، عبیداللہ بن عمرو اور زید، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، شہر بن حوشب عبدالرحمٰن بن غنم بیان کیا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے نماز فجر کے بعد اپنے پاؤں کو وہراز رکھتے ہوئے کلام کرنے سے پہلے یہ دُعا

لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر

(اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اور تمام تعریفیں اسی کیلئے ہیں وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے بھلائی اسی کے ہاتھ ہی میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)

دس بار پڑھیں، تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ہر کلمہ کے سبب جو اس نے ان کلمات سے پڑھا، ایک نیکی لکھیں گے اور اس سے ایک گناہ مٹائیں گے، اور ایک درجہ بلند فرمائیں گے، اور اسے ہر کلمہ کے سبب جو اس نے پڑھا ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا، اس دن وہ تمام ناپسندیدہ امور اور شیطان سے حفاظت میں رہے گا، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے علاوہ اسے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

صبح کے وقت پڑھنے کی دعائیں

جو دعا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلتے وقت پڑھا کرتے تھے وہ دعا یہ تھی:

الحمد للّٰہ الذی اقالنا یومنا ھذا و لم یھلکنا بذنوبنا

پھر دن کے آغاز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اور دعائیں پڑھنا بھی ثابت ہیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ سورج طلوع ہونے کے بعد جب بلند ہو جائے اور نماز پڑھنا جائز ہو جائے یعنی سورج طلوع ہونے کے تقریباً بیس منٹ کے بعد تو پہلے اشراق کی نماز پڑھیں اور پھر یہ دعائیں پڑھیں، کیونکہ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعت یا چار رکعت نماز ''اشراق'' کی نیت سے پڑھنا ثابت ہیں اور احادیث میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، یہ دو رکعت گویا کہ اس بات کا شکرانہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کا ایک دن اور عطا فرمایا۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ یہ دعائیں اشراق کے بعد پڑھی جائیں اور فجر کی نماز کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں۔

پہلی دعا

پہلی دعا جو دن کے آغاز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھنا ثابت ہے وہ یہ ہے:

اللّٰھم بک اصبحنا و بک امسینا و بک نحیی و بک نموت

اے اللہ! ہماری صبح بھی آپ ہی کے کرم سے ہے اور ہماری شام بھی آپ ہی کے کرم سے ہے اور ہماری زندگی بھی آپ ہی کی بدولت ہے اور جب ہمیں موت آئے گی تو وہ موت

بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔
اس دعا میں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے صبح سے لے کر شام تک کے سارے اوقات اللہ جل شانہ کے مرہون منت ہیں

دوسری دعا

صبح کے وقت دوسری یہ دعا پڑھنا ثابت ہے:

اللّٰہم انی اسئلک خیر ھذا الیوم و خیر ما بعدہ۔

اے اللہ! جو دن شروع ہو رہا ہے، میں اس دن کی بھلائی آپ سے مانگتا ہوں اور اس دن کے بعد جو دن آنے والے ہیں، ان کی بھی بھلائی آپ سے مانگتا ہوں۔
اس دعا میں لفظ "خیر" بیان فرمایا، جس کے معنی ہیں "بھلائی" یہ اتنا جامع اور عام لفظ ہے کہ اس میں دنیا اور آخرت کی ساری حاجتیں جمع ہو جاتی ہیں، لہٰذا جب یہ کہا کہ میں اس دن کی بھلائی مانگتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن میں جو بھی واقعہ پیش آئے اور جو حالات پیش آئیں، وہ میرے لئے خیر ہوں اور وہ میرے لئے بھلائی کا سبب ہوں۔
حقیقت یہ ہے کہ اگر ان دعاؤں میں سے ایک دعا بھی اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں قبول ہو جائے تو انسان کا بیڑہ پار ہو جائے۔ چنانچہ اس دعا میں بھی دنیا اور آخرت کی ساری بھلائیاں جمع ہیں۔

تیسری دعا

پھر ایک اور دعا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی "خیر" کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اللّٰہم انی اسئلک خیر ھذا الیوم و فتحہٗ و نصرہ و نورہ و برکتہٗ و ھدیہ۔

اے اللہ! میں آپ سے اس دن کی بھلائی اور اس دن کی فتح اور اس دن میں آپ کی مدد اور نصرت اور اس دن کا نور اور اس دن کی برکت اور اس دن میں حاصل ہونے والی ہدایت مانگتا ہوں۔

لفظ "فتح" کی تشریح

اس دعا میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے "فتح" کا لفظ ارشاد فرمایا۔ ہماری اردو زبان اتنی تنگ ہے کہ عربی کا لفظ "فتح" کا صحیح ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے یہاں اس کا یہ ترجمہ ہے کہ اے اللہ! میں آپ سے اس دن کی فتح مانگتا ہوں، کیونکہ اردو میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو اس لفظ کی پوری پوری نمائندگی کر سکے۔

"فتح" کے لفظی معنی ہیں "کھولنا" جیسے کوئی چیز بند ہے اور پھر اس کو کھول دیا جائے تو اس کے لئے فتح کا لفظ بولا جائے گا۔ چنانچہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ قلعہ فتح کر لیا یا فلاں شہر فتح کر لیا، اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پہلے ہمارے لئے بند تھا اور ہمارا اس پر قابو نہیں تھا اور ہمیں اس بات کی طاقت نہیں تھی کہ اس کے اندر داخل ہو سکے، لیکن وہ فتح ہو گیا ہے اور ہمارے لئے کھل گیا ہے۔

لہٰذا اردو میں سب سے قریب تر اس کا ترجمہ "دروازے کھول دینا" ہو سکتا ہے۔

رحمت کے دروازے کھول دے

لہٰذا اس دعا کے معنی یہ ہوئے کہ اے اللہ! میں آپ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے اس دن کے اندر اپنی توفیق اور رحمت کے دروازے کھول دیں۔ کیونکہ انسان جب دن کے آغاز میں اپنی سرگرمیوں میں داخل ہوتا ہے، مثلاً صبح کے وقت روزی کمانے کیلئے اور دوسری

ضروریات کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلتا ہے تو اس وقت انسان کو قدم قدم پر رکاوٹیں پیش آتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دروازے بند ہیں، پھر بعض اوقات وہ رکاوٹیں برقرار رہتی ہیں اور انسان اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام ہو جاتا ہے اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ غیب سے وہ رکاوٹ دور فرما دیتے ہیں اور انسان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

دروازہ کھل گیا

مثلاً ایک شخص دفتر یا دکان جانے کے لئے گھر سے نکلا، اب وہ سواری کے انتظار میں کھڑا ہیں اور سواری نہیں مل رہی ہے۔ بس میں سوار ہونا چاہتا ہے لیکن بس نہیں آ رہی ہے، یا ٹیکسی کرنا چاہتا ہیں لیکن کوئی ٹیکسی نہیں مل رہی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ رکاوٹ ہے اور ابھی دروازہ بند ہے، پھر اچانک بس آ گئی یا ٹیکسی مل گئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دروازہ کھل گیا اور جو رکاوٹ تھی وہ دور ہو گئی۔ یا مثلاً آپ کسی کام کیلئے سرکاری دفتر گئے، وہاں جا کر دیکھا کہ لمبی قطار لگی ہوئی ہے، آپ بھی قطار میں کھڑے ہو گئے اور اپنی باری کا انتظار کرنے لگے، مگر آپ کا نمبر ہی نہیں آ رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دروازہ بند ہے اور کوئی رکاوٹ ہے، لیکن اچانک یہ ہوا کہ آگے کے لوگ جلدی جلدی فارغ ہو گئے۔ اور آپ کا نمبر جلدی آ گیا، اس کا مطلب یہ ہے وہ رکاوٹ دور ہو گئی اور جو دروازہ بند تھا وہ کھل گیا۔ دنیا کے اور آخرت کے ہر کام میں آپ کو یہ سلسلہ نظر آئے گا۔

دروازہ کھل جانا ’’فتح‘‘ ہے

بعض اوقات یہ رکاوٹ اتنی لمبی ہو جاتی ہے کہ انسان اپنا مقصد حاصل نہیں کر پاتا اور بعض اوقات وہ رکاوٹ جلدی دور ہو جاتی ہے اور انسان اپنے مقصد کو جلدی حاصل کر لیتا ہے۔ یہ جو رکاوٹ دور ہو رہی ہے اور دروازے کھل رہے ہیں، اس کا نام ’’فتح‘‘ ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آغاز میں یہ دعا فرما رہے ہیں کہ:

اللھم انی اسئلک خیر ھذا الیوم و فتحہ

یعنی اے اللہ! آپ نے زندگی کا ایک نیا دن عطا فرما دیا ہے، اب اس دن میں اپنے کاروبار زندگی میں داخل ہوں گا، وہاں قدم قدم پر رکاوٹیں آئیں گی، اے اللہ! میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ رکاوٹیں واقع نہ ہوں، بلکہ وہ رکاوٹیں دور ہو جائیں اور آپ کی طرف سے دروازے کھل جائیں۔

زندگی ''جہد مسلسل'' سے عبارت ہے

اگر ہر شخص صبح سے لیکر شام تک اپنی زندگی کا جائزہ لے کر دیکھے تو اس کو یہ نظر آئے گا کہ یہ ساری زندگی اس طرح گزر رہی ہے کہ رکاوٹیں آتی ہیں، کبھی وہ رکاوٹیں جلدی ختم ہو جاتی ہیں اور کبھی دیر سے ختم ہوتی ہیں اور کبھی باقی رہتی ہیں، کبھی انسان کامیاب ہو جاتا ہے اور کبھی ناکام ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میرے کاموں میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوا کرے بلکہ میں جو چاہوں وہ کام ہو جایا کرے تو یہ بات اس دنیا کے اندر تو ممکن نہیں ہے یہ حالت تو انشاء اللہ تعالیٰ جنت میں حاصل ہوگی، وہاں پر آدمی جو چاہے گا وہ ہوگا، جو مانگے گا وہ ملے گا، لیکن اس دنیا میں بڑے سے بڑے بادشاہ، بڑے سے بڑے اقتدار، بڑے سے بڑے دولت مند کو بھی یہ بات نصیب نہیں کہ وہ جو چاہے وہ ہو جائے اور وہ جو مانگے وہ مل جائے، بلکہ یہ دنیا کی زندگی تو معرکہ کارزار حیات ہے، یہ زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے، اس میں رکاوٹیں آتی بھی ہیں اور دور بھی ہوتی ہیں، یہاں دروازے بند بھی ہوتے اور کھلتے بھی ہیں۔

بہرحال! حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے آغاز میں دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! میں کارزار زندگی میں داخل ہونے والا ہوں، معرکہ زندگی میں اترنے والا ہوں، یہاں قدم قدم پر رکاوٹیں آئیں گی، اے اللہ! میرے لئے دروازے کھول دیجئے، تاکہ وہ رکاوٹیں دائمی اور ابدی نہ ہوں۔

''بیماری'' ایک رکاوٹ ہے

دیکھئے! بیماری آگئی تو یہ بیماری ایک رکاوٹ ہے، اس لئے کہ اس کی وجہ سے انسان اپنے معمولات زندگی ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اب بیماری کو دور کرنے کیلئے دوا کھائی تو اب وہ دوا اثر ہی نہیں کر رہی ہے اور دوا سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے، یہ رکاوٹ ہے، لیکن اچانک بعد میں دوا سے فائدہ ہونا شروع ہو گیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دروازہ کھل گیا، اس کا نام ''فتح'' ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا

فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! جب میں صبح کے وقت زندگی کا آغاز کروں اور کاروبار زندگی میں اتروں تو اس وقت آپ کی طرف سے دروازے کھلے ہوئے ہوں اور جو رکاوٹیں آئیں آپ ان کو دور فرمادیں۔

نماز میں سستی ایک رکاوٹ ہے

یہ مثالیں تو دنیا کے معاملات میں ہیں۔ آخرت کی مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کوئی اطاعت کرنا چاہتا ہے اور عبادت کرنا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا چاہتا ہے لیکن درمیان میں رکاوٹ آجاتی ہے، مثلاً فجر کی نماز پڑھنے کے لئے بیدار ہونا چاہتا ہے لیکن نیند کا غلبہ ہے، تو یہ ایک رکاوٹ ہے جو اس کو نماز سے روک رہی ہے اور دروازہ بند ہے، لیکن اس وقت اس کے دل میں یہ خیال آ گیا کہ یہ نماز پڑھنا تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اس کو ضرور پڑھنا چاہئے، اس خیال کے آتے ہی طبیعت میں ہمت پیدا ہوگئی اور اٹھ کر نماز کے لئے چل پڑا، تو اب یہ اس کے لئے دروازہ کھل گیا اور رکاوٹ دور ہوگئی۔

لفظ ''نصرہ'' کی تشریح

اس کے بعد تیسرا لفظ ارشاد فرمایا: "نصرہ" "نصر کے معنی ہیں" مدد" یعنی اے اللہ میں آپ سے اس دن کی مدد مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ انسان صبح سے شام تک کی زندگی میں جتنے کام انجام دیتا ہے، ان میں کوئی کام ایسا نہیں ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت نہ ہو، کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد نہ ہو تو پھر انسان کوئی بھی کام اس دنیا میں انجام نہیں دے سکتا، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آغاز ہی میں اللہ تعالیٰ سے یہ التجا اور درخواست فرمارہے ہیں کہ اے اللہ! آپ کی نصرت میرے شامل حال رہے اور میں جب بھی کوئی کام کرنے جاؤں تو آپ کی طرف سے میری مدد ہو، اور چاہے وہ دنیا کا کام ہو یا آخرت کا کام ہو۔

انسان کا کام صرف اسباب جمع کرنا ہے

دیکھئے! انسان کے اختیار میں بس اتنا ہے کہ وہ کسی کام کے اسباب مہیا کرلے، لیکن ان

اسباب کا کارگر ہونا، ان سے فائدہ حاصل ہونا اور ان سے مقصود حاصل ہو جانا انسان کے اختیار میں نہیں۔ مثلاً ایک شخص نے پیسے جمع کئے، دکان بنائی، اس دکان میں سامان رکھا اور اس دکان میں جا کر بیٹھ گیا۔ یہ کام تو اس کے اختیار میں تھے جو اس نے انجام دے دیئے، لیکن اس دکان پر گاہک کا آنا اور سامان کو پسند کرنا اور اس سامان کی جو قیمت طلب کی جارہی ہے، اس قیمت کے ادا کرنے پر تیار ہو جانا، یہ کام انسان کے اختیار میں نہیں۔ وہ کون ذات ہے جو اس کی دکان پر گاہک کو بھیج رہا ہے، وہ کون ذات ہے جو گاہک کے دل میں یہ ڈال رہا ہے کہ اس دکان میں فلاں چیز رکھی ہے تم پسند کرلو، کون اس گاہک کے دل میں یہ بات ڈال رہا ہے کہ اس چیز کو اتنی قیمت پر خرید لو۔ کتنے لوگ ایسے ہیں کہ وہ دکان کھول کر مال سجا کر بیٹھے ہیں لیکن گاہک نہیں آتا، یا گاہک آتا ہے لیکن چیز پسند نہیں کرتا، یا چیز پسند کرتا ہے لیکن اس کی جو مناسب قیمت ہے، وہ دینے پر تیار نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ دکاندار دکان کھولے بیٹھا ہے لیکن فائدہ حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ اب ظاہری اسباب تو اس نے جمع کر لئے ہیں، لیکن اللہ جل شانہ کی طرف سے مدد اور نصرت نہیں جس کے نتیجے میں یہ سارے اسباب بے کار ہو گئے۔

صحت حاصل ہونا اختیار میں نہیں

یا مثلاً انسان کے اختیار میں اتنا ہی ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو وہ کسی اچھے ڈاکٹر سے رجوع کرے اور وہ ڈاکٹر اس کو دوا لکھ دے، پھر وہ شخص بازار سے وہ دوا خرید کر لے آئے اور اس دوا کو کھالے، لیکن دوا کے کھا لینے کے بعد وہ دوا کارگر ہو، وہ دوا فائدہ پہنچائے اور بیماری کو دور کرے اور اس کے نتیجے میں شفا حاصل ہو جائے، یہ انسان کے بس کا کام نہیں جب تک اللہ جل شانہ کی طرف سے مدد اور نصرت نہ ہو۔

ملازمت مل جانا اختیار میں نہیں

یا مثلاً انسان کے اختیار میں اتنا ہی ہے کہ اپنے روزگار اور ملازمت کے لئے درخواست دیدے، لیکن وہ درخواست منظور ہو جائے اور ملازمت مل جائے اور اس کے بعد

دونوں کے درمیان مناسبت بھی قائم ہو جائے اور اس کام کے نتیجے میں تنخواہ مل جائے۔ یہ انسان کے اختیار میں نہیں بلکہ اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور نصرت کی ضرورت ہے، یہ تو دنیا کے کام ہوئے۔

خشوع وخضوع اختیار میں نہیں

دوسری طرف آخرت کے کاموں میں بھی یہی اصول ہے۔ مثلاً انسان کے اختیار میں صرف اتنا ہے مسجد جا کر نماز کی نیت باندھ لے۔ لیکن اس کا دل اور اس کا دماغ اور اس کی توجہ اللہ جل شانہ کی طرف ہو جائے اور اس کی نماز میں خشوع اور خضوع پیدا ہو جائے، یہ اس کے اختیار میں نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو۔ بہر حال! دنیا اور آخرت کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں اللہ جل شانہ کی مدد کی ضرورت نہ ہو۔

دن کے آغاز میں ”نصرت“ طلب کرلو

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دن کے شروع ہی میں یہ دعا مانگ رہے ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! یہ دن شروع ہو رہا ہے۔ میں کاروبار زندگی میں داخل ہونے والا ہوں، معرکہ حیات پیش آنے والا ہے، نہ جانے کیسے حالات پیش آئیں، نہ جانے کیا واقعات سامنے آئیں، اس لئے مجھے ہر قدم پر آپ کی نصرت درکار ہے، میں آپ سے آپ کی نصرت مانگتا ہوں۔

لفظ ”نورہ“ کی تشریح

آگے چوتھا لفظ ارشاد فرمایا ”ونـــورہ“ یعنی میں آپ سے اس دن کا نور مانگتا ہوں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دن تو ہوتا ہی نور ہے، اس لئے کہ ”نور“ کے معنی ہیں ”روشنی“ اور دن کے اندر روشنی ہی ہوتی ہے، جب سورج نکلتا ہے تو ساری کائنات منور اور روشن ہو جاتی ہے، مؤمن اور کافر، فاسق وفاجر، ہر ایک کو اللہ تعالیٰ دن کی روشنی عطا فرماتے ہیں، پھر اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ اے اللہ! مجھے اس دن کا نور عطا فرما؟

نور سے دل کا نور مراد ہے

اس دعا میں نور سے مراد یہ ظاہری روشنی نہیں، بلکہ یہ دعا کی جارہی ہے کہ اے اللہ! ظاہری روشنی تو آپ نے اس دن کے ذریعہ سب کو عطا فرمادی، مؤمن کو بھی اور کافر کو بھی، فاسق کو بھی اور فاجر کو بھی، بچے کو بھی اور بوڑھے کو بھی، مرد کو بھی اور عورت کو بھی، لیکن اے اللہ! میرے لئے تنہا یہ ظاہری روشنی کافی نہیں جب تک آپ مجھے میرے دل کا نور عطا نہ فرمائیں۔ جیسا کہ اقبال نے کہا ہے کہ۔

دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

لہٰذا صرف آنکھوں کا نور کافی نہیں بلکہ باطن کا نور اور دل کے نور کی ضرورت ہے۔

اس لئے یہ دعا کی جارہی ہے کہ اے اللہ! آپ نے یہ جو ظاہری روشنی پیدا فرمائی ہے، یہ اس لئے پیدا فرمائی ہے تاکہ لوگ اس روشنی سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے اپنے کام انجام دیں، کیونکہ اگر اندھیرا ہوتا اور سورج نہ نکلتا تو کوئی آدمی اچھا کوئی کام انجام نہیں دے سکتا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

والنهار و ابتغاؤ کم من فضله (سورۂ روم آیت ۲۳)

یعنی ہم نے تمہیں یہ دن اس لئے دیا ہے تاکہ اس دن کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ لہٰذا یہ تو ہماری جسمانی ضرورت ہے کہ ہمیں یہ روشنی ملے، لیکن میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! دن کی یہ روشنی اس وقت کارگر ہوگی جب میں اس روشنی میں کام نور والے کروں، ظلمت والے کام نہ کروں۔ اور نور والے کام وہ ہیں جن کے کرنے سے آپ راضی ہوتے ہیں، اور جن کاموں کے کرنے سے آپ راضی نہیں، وہ کام چاہے کتنے ہی درخشاں اور تاباں نظر آتے ہوں، لیکن حقیقت میں وہ ظلمت اور اندھیرے ہیں، اس لئے میں آپ سے اس دن کا نور مانگتا ہوں۔

لفظ ”برکتہ“ کی تشریح

اس کے بعد پانچواں لفظ ارشاد فرمایا: ”وبرکتہ“ اے اللہ! میں آپ سے اس دن کی برکت مانگتا ہوں۔ یہ ”برکت“ بڑی عجیب چیز ہے۔ اردو میں یا دنیا کی دوسری زبان میں اس کا ایک لفظ کے ذریعہ ترجمہ کرنا ممکن نہیں۔ ہم لوگ ”برکت“ کا لفظ ہر وقت بولتے رہتے ہیں، اور اس برکت سے لفظ ”مبارک“ نکلا ہے، کسی کا نکاح ہو گیا تو کہتے ہیں نکاح مبارک ہو، شادی مبارک ہو، مکان بن گیا مبارک ہو، گاڑی مبارک ہو، کاروبار مبارک ہو، ملازمت مبارک ہو، دن رات ”مبارک“ لفظ استعمال کرتے رہتے ہیں، لیکن اس لفظ کا مطلب بہت کم لوگ سمجھتے ہیں۔

برکت کا مطلب

”برکت“ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کسی چیز کا حقیقی فائدہ انسان کو عطا فرمادیں اور تھوڑی محنت و مشقت سے اور تھوڑے پیسے سے زیادہ فائدہ حاصل ہو جائے، اس کا نام ”برکت“ ہے۔ یہ ”برکت“ خالص اللہ جل شانہ کی عطا ہے، انسان پیسے سے چیز خرید سکتا ہے لیکن اس کی ”برکت“ پیسے سے نہیں خرید سکتا اور نہ محنت سے حاصل کر سکتا ہے، بلکہ یہ محض اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، انہی کی طرف سے نصیب ہوتی ہے، جس پر ان کا فضل ہوتا ہے، اس کو یہ برکت عطا ہوتی ہے۔

بیڈروم کی برکت نہیں ملی

مثلاً آپ نے ایک بڑا عالیشان مکان بنالیا، اس مکان پر کروڑوں روپیہ خرچ کر دیا، اس کو زیب و زینت سے آراستہ کر لیا، دنیا کے تمام ضروریات اس مکان کے اندر جمع کر لیں، اس مکان کا بیڈروم بڑا شاندار بنایا، اس کے اندر شاندار قسم کا بیڈ لگایا، اس پر عالیشان گدا لگایا، اس بیڈ کے چاروں اطراف کا ماحول بڑا خوبصورت بنایا، اس کے اندر خوشبو چھڑکی، یہ سب کچھ کر لیا، لیکن جب رات کو آکر اس بیڈ پر لیٹے تو ساری رات نیند نہیں آئی، کروٹیں

بدلتے بدلتے رات گزر گئی۔ بتایئے! وہ بیڈ روم جو لاکھوں روپے میں تیار کیا اور اس کے اندر سارے اسباب جمع کیے، لیکن جب اس میں نیند نہیں آئی تو کیا وہ بیڈ روم کسی کام کا ہے؟ اس بیڈ روم سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا، اب ڈاکٹر کے پاس جارہے ہیں اور نیند کی گولیاں کھا رہے ہیں، اس کے نتیجے میں کبھی نیند آتی ہے اور کبھی نہیں آتی، لہٰذا بیڈ روم تو حاصل ہو گیا لیکن اس میں برکت نہ ملی۔

گھر ملا لیکن برکت نہ ملی

اس طرح گھر خریدا، لیکن اس گھر میں روزانہ کوئی نہ کوئی مسئلہ کھڑا ہوا ہے، کبھی یہ چیز ٹوٹ گئی اور کبھی وہ چیز ٹوٹ گئی، کبھی اس چیز کی مرمت کرا رہے ہیں اور کبھی دوسری چیز کی مرمت کرا رہے ہیں، کبھی اس چیز پر ہزاروں روپے خرچ ہو رہے ہیں اور کبھی دوسری چیز پر خرچ ہو رہے ہیں، لہٰذا گھر تو ملا لیکن گھر کی برکت نہ ملی۔ اب بتایئے! کیا یہ برکت بازار سے خرید کر لا سکتے ہیں؟ لاکھوں روپے خرچ کر کے تو گھر بنا سکتے ہیں لیکن اس گھر کی برکت پیسوں سے نہیں خرید سکتے۔

گاڑی ملی لیکن برکت نہ ملی

یا مثلاً آپ نے پیسے خرچ کر کے گاڑی تو خرید لی لیکن وہ گاڑی کبھی اسٹارٹ ہونے سے انکار کر رہی ہے اور اس کو دھکا لگانا پڑ رہا ہے اور کبھی وہ مکینک کے پاس کھڑی ہے، یہ سب پریشانیاں ہو رہی ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ گاڑی تو ملی لیکن گاڑی کی برکت نہ ملی۔

جھونپڑا ملا اور برکت بھی ملی

دوسری طرف وہ شخص ہے جس نے حلال کمائی سے جھونپڑا بنا لیا اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اس میں آرام سے رہتا ہے، رات کو عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آتا ہے اور بستر کے تکیے پر سر رکھتے ہی نیند کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور آٹھ گھنٹے کی بھرپور نیند کر کے صبح اٹھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کو جھونپڑا بھی ملا اور جھونپڑے کی برکت بھی ملی اور اس

کی راحت بھی ملی۔

"مبارک ہو" کا مطلب

لہٰذا ہم جو دوسروں کو یہ دعا دیتے ہیں کہ "مبارک ہو" اس کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! آپ نے اس کو راحت کا سبب تو عطا فرمایا، اب اس سبب کو کارگر بھی بنا دیجئے اور اس کے ذریعہ اس کو راحت بھی عطا فرما دیجئے۔

دن کے آغاز میں برکت کی دعا کرلو

اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! دن شروع ہو رہا ہے، اس لئے آپ سے اس دن کی برکت بھی مانگتا ہوں تا کہ تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جائے، یہ برکت صرف اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

گناہ برکت کو ختم کر دیتے ہیں

اور یہ درحقیقت گناہوں کا خاصہ ہے، یہ گناہ برکت کو ختم کر دیتے ہیں، پیسوں کی برکت بھی، اوقات کی برکت بھی اور کاموں کی برکت بھی اٹھا دیتے ہیں۔ لہٰذا ان گناہوں کے نتیجے میں نہ پیسوں میں برکت رہی، نہ اوقات میں برکت رہی اور نہ کاموں میں برکت رہی، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دن کے شروع ہی میں یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ! دن شروع ہونے والا ہے، اب میں کارزار زندگی میں داخل ہونے والا ہوں، اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھے برکت عطا فرما دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں برکت کی مثال

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ ذی الحج کی صبح "مزدلفہ" میں فجر کی نماز ادا کی۔ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے کچھ پہلے وہاں پر وقوف فرمایا اور دعائیں فرمائیں۔ پھر اونٹ پر سوار ہو کر "منیٰ" تشریف لائے، پھر "منیٰ" میں جمرہ عقبی کی

ری فرمائی، اس کے بعد آپ نے سو اونٹوں کی قربانی فرمائی، جس میں سے تریسٹھ اونٹ خود اپنے دست مبارک سے قربان فرمائے۔

پھر ہر اونٹ کے گوشت میں سے ایک ایک پارچہ کاٹا گیا، اور پھر ان تمام گوشت کے پارچوں سے شوربہ تیار کیا گیا، تاکہ تمام اونٹوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت نصیب ہو جائے، اور پھر آپ نے ہر پارچہ میں سے تھوڑا تھوڑا تناول فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے سر کا حلق فرمایا، اس کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہاں پر طواف زیارت فرمایا، طواف زیارت کے بعد واپس ''منیٰ'' تشریف لائے، اور ظہر کی نماز ''منیٰ'' میں ادا فرمائی۔

آج اگر ایک اونٹ ذبح کرنا ہو تو ہمیں اس کے لئے پورا دن چاہئے، لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ اونٹ ذبح کرنے کے ساتھ اتنے سارے کام انجام دیئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے بھی یہ سب کام انجام دیئے۔ یہ درحقیقت وقت کی برکت تھی، جو شخص جتنا اللہ تعالیٰ سے قریب ہوگا اور جس کو اللہ تعالیٰ عبادات کی توفیق عطا فرمائیں گے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں گے، اس کے اوقات میں اتنی ہی برکت ہوگی۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دن کے شروع ہی میں برکت کا سوال کر لیا۔

لفظ ''ھداہ'' کی تشریح

اس دعا میں آخری لفظ یہ ارشاد فرمایا: ''و ھـــــداہ'' یعنی اے اللہ! مجھے اس دن میں ہدایت عطا فرما۔ ''ہدایت'' کے لفظی معنی ہیں ''سیدھا اور صحیح راستہ پالینا''

لہٰذا جب ہم دن کے شروع میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ! مجھے آج کے دن میں ہدایت عطا فرمایئے۔ دنیا کے کاموں میں بھی اور آخرت کے کاموں میں بھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ یا اللہ! آج کے دن میری کوششیں بیکار نہ جائیں بلکہ میں آج کے دن وہی کام کروں جس میں آپ نے میرے لئے خیر مقرر فرمائی ہے۔ لہٰذا جب انسان کی زندگی میں کشمکش کے مواقع آتے ہیں کہ یہ کام

کروں یا یہ کروں، یہاں جاؤں یا وہاں جاؤں تو اب اس موقع میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت درکار ہے، اس لئے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! وہ راستہ اختیار کرنے کی توفیق دیجئے جو آپ کے نزدیک میرے لئے دنیا و آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے۔

صبح کے وقت کی ایک اور اہم دعا

جو دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت مانگا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت ایک اور دعا یہ مانگا کرتے تھے کہ:

اللهم اجعل اول هذا النهار صلاحا و اوسطه فلاحا و آخره نجاحا.

اے اللہ! اس دن کے ابتدائی حصے کو میرے لئے نیکی کا ذریعہ بنا دیجئے یعنی جب یہ دن شروع ہو تو میرے کسی نیک عمل سے شروع ہو اور دن کے اول حصے میں نیکی کروں۔ اور اے اللہ! دن کے درمیانی حصے کو میرے لئے فلاح بنا دیجئے۔ اور اے اللہ! دن کے آخری حصے کو میرے لئے کامیابی بنا دیجئے۔

دن کا آغاز اچھے کام سے کرو

اس دعا کے اندر آپ نے دن کو تین حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ یعنی اے اللہ! دن کے ابتدائی حصے میں مجھے صالح اور نیک عمل کرنے کی توفیق ہو۔ اس کے ذریعہ آپ نے امت کو یہ تعلیم دیدی کہ اگر تم دن کو اچھا گزارنا چاہتے ہو اور بہتر نتائج حاصل کرنا چاہتے ہو تو دن کے اول حصے کو نیک کام میں لگاؤ، کیونکہ آپ کی سنت یہ ہے کہ جو بندہ دن کے اول حصے کو نیک کاموں میں لگائے گا تو آپ اس کا دن اچھا گزر آئیں گے۔

صبح کے وقت نئی زندگی کا ملنا

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت کو ایسا بنایا ہے کہ اس وقت کائنات کی ہر چیز میں نئی زندگی آتی ہے، سوئے ہوئے لوگ بیدار ہوتے ہیں، کلیاں چٹکتی ہیں، غنچے کھلتے ہیں، پھول کھلتے ہیں۔ پرندے جاگتے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ وقت نئی زندگی عطا کرنے والا ہے، اگر اس نئی زندگی کے وقت کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارو گے تو تمہارے قلب کے اندر رجوع الی اللہ کا نور پیدا ہوگا، ایسا نور دوسرے اوقات میں ذکر کرنے سے حاصل نہیں ہوگا۔

ایک زمانہ وہ تھا کہ اگر فجر کے وقت مسلمانوں کی کسی بستی سے گزر جاؤ تو ہر گھر سے تلاوت قرآن کریم کی آواز آیا کرتی تھی، چاہے وہ کسی عالم کا گھر ہو، یا جاہل کا ہو، پڑھے لکھے کا گھر ہو یا ان پڑھ کا ہو۔ اور اس کے نتیجے میں معاشرے کے اندر ایک نورانیت محسوس ہوتی تھی۔ لیکن اب افسوس یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کی بستیوں سے گزرو تو تلاوت کی آواز کے بجائے فلمی گانوں کی آوازیں آتی ہیں۔

صبح کے وقت ہمارا حال

ایک شاعر "مجید لاہوری مرحوم" یہ روزنامہ جنگ میں مزاحیہ نظمیں لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے زمانے کی تصویر کھینچتے ہوئے کہا تھا کہ:

پہلے کے لوگ سویرے اٹھتے تھے
اور اٹھ کر قرآن پڑھا کرتے تھے
یہ سو کر نو بجے اٹھتے ہیں
اور اٹھ کر ڈان پڑھتے ہیں

جب دن کا پہلا حصہ ہی ایسے کام میں لگا دیا جو گناہ کا کام ہے یا بیکار کام ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو گئے تو پھر سارے دن کے کاموں میں نور کہاں سے آئے گا؟ بہر حال! اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت میں بڑی برکت رکھی ہے اور بڑا نور رکھا ہے، اگر انسان اس وقت کو اللہ کے ذکر میں اور تلاوت و تسبیحات میں صرف کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نور حاصل ہوگا۔

صبح کے وقت میں برکت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بارک اللہ لامتی فی بکورھا

یعنی اللہ تعالیٰ نے میری امت کیلئے صبح سویرے کے وقت میں برکت رکھی ہے۔ اور یہ بات آپ نے صرف ذکر اور عبادت کی حد تک بیان نہیں فرمائی بلکہ ایک شخص جو تاجر تھے، ان سے آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ تم سویرے اپنی تجارت کے کام انجام دیا کرو۔ وہ صحابی فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سننے کے بعد میں نے اس پر عمل کیا اور صبح ہی اول وقت میں تجارت کا عمل شروع کر دیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کی برکت سے اتنا مال عطا فرمایا کہ لوگ مجھ پر رشک کرنے لگے۔

نماز فجر کے لئے جاتے وقت کی دعا

فجر کی نماز کے لئے جب مسلمان بیدار ہوگا اور وضو کرے گا اور وضو کے بعد وہ نماز فجر باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف جائے گا تو فجر کی نماز کیلئے جاتے ہوئے راستے میں جو دعا پڑھنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، وہ یہ ہے:

اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و عن یمینی نورا و عن یساری نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا و اعظم لی نورا اللھم اعطنی نورا

(صحیح مسلم)

اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا فرما دیجئے۔ دیکھیے! فجر کا وقت ہے اور آدمی نماز فجر کیلئے جا رہا ہے، اس وقت میں رات کی تاریکی جا رہی ہوتی ہے اور دن کی روشنی آ رہی ہوتی ہے، دن کی روشنی کی آمد کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! یہ ظاہری روشنی تو آپ پھیلا رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے دل میں نور عطا فرما دیجئے، میری آنکھوں میں نور عطا فرما دیجئے، میرے کانوں میں نور عطا فرما دیجئے، میرے دائیں طرف نور ہو، میرے بائیں طرف نور ہو، میرے اوپر نور ہو میرے نیچے نور ہو، میرے آگے نور ہو، میرے پیچھے نور ہو، اے اللہ میرے لئے نور مقرر فرما دیجئے، اے اللہ! میرے نور کو بڑا کر دیجئے، اے اللہ! مجھے نور عطا فرما دیجیے۔ ایک روایت میں اس لفظ کا

اضافہ ہے کہ: و اجعلنی نورا

اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دیجئے۔ فجر کی نماز کیلئے جاتے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

ایسا شخص محروم نہیں رہے گا

اگر ایک شخص روزانہ بلاناغہ صبح کے وقت نماز کے لئے جاتے ہوئے راستے میں یہ دعا مانگ رہا ہے کہ اے اللہ! مجھے سراپا نور بنا دیجئے، میرے دل میں نور ہو، میری آنکھوں میں نور ہو، میرے کانوں میں نور ہو، میرے آگے، میرے پیچھے، میرے اوپر، میرے نیچے، میرے دائیں، میرے بائیں نور ہو، میرے ہر طرف نور ہو، اے اللہ! مجھے نور بنا دیجئے، تو کیا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہیں فرمائیں گے؟ جو شخص روزانہ یہ دعا مانگ رہا ہو اور ایسے وقت میں مانگ رہا ہو جب کہ وہ بستر کو چھوڑ کر نیند کی قربانی دے کر اپنی خواہشات کو پامال کر کے اللہ تعالیٰ کے لئے نکلا ہے، وضو کر کے پاک صاف ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جا رہا ہے، کیا اس کی دعا قبول نہیں فرمائیں گے؟ کیا اس کو نور عطا نہیں فرمائیں گے؟ ضرور عطا فرمائیں گے۔

دل کے اندر نور ہونے کا مطلب

پھر ہر چیز کا نور الگ ہوتا ہے، چراغ اور بجلی کا نور روشنی ہے، آنکھوں کا نور بینائی ہے، لیکن یہ بینائی ظاہری نور ہے، البتہ ہر چیز کا حقیقی اور باطنی نور یہ ہے کہ جب اعضاء میں وہ نور پیدا ہو تو یہ اعضاء اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق استعمال ہوں، یہ ہے اصل نور، لہٰذا اس دعا میں یہ جو فرمایا کہ میرے قلب میں نور ہو، قلب میں نور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میرے قلب میں ایسے خیالات آئیں جو منور ہوں ایسے ارادے پیدا ہوں جو نور والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں، اور قلب کے اندر سے نفاق کی بیماری دور ہو، قلب کے اندر سے تکبر دور ہو، قلب کے اندر سے حسد نکل جائے، حرص نکل جائے، مال و جاہ کی محبت نکل جائے اور اس کی جگہ اللہ جل شانہ کی محبت دل میں پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت دل میں پیدا ہو، نیکیوں کی محبت دل میں پیدا ہو، یہ سب قلب کا نور ہے۔ جب انسان روزانہ اللہ تعالیٰ سے یہ نور مانگے گا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو نور نہیں دیں گے؟ ضرور دیں گے۔ البتہ مانگنے والا صدق دل سے مانگے، حسن نیت سے مانگے، توجہ اور اہتمام اور دھیان سے مانگے تو انشاء اللہ یہ نور ضرور عطا ہوگا۔

آنکھ میں نور ہونے کا مطلب

اور اس دعا میں یہ جو فرمایا کہ میری آنکھوں میں نور پیدا فرما۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آنکھ جائز اور حلال چیز کو دیکھے اور ناجائز چیز سے پرہیز کرے، ایسی چیز کو دیکھے جس کو دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آنکھ بنائی ہے، اس کا دنیا میں فائدہ ہے اور آخرت میں بھی فائدہ ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مواعظ میں ایک حدیث نقل کی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص اپنے گھر میں داخل ہوا اس نے اپنی بیوی کو محبت کی نگاہ سے دیکھا اور بیوی نے شوہر کو محبت کی نگاہ سے دیکھا تو اللہ تعالیٰ دونوں کو رحمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ آنکھ کا جائز اور مستحب بلکہ واجب استعمال ہے۔

ماں باپ کو دیکھنے سے حج وعمرہ کا ثواب

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر اولاد اپنے باپ کو یا ماں کو یا دونوں کو محبت کی نگاہ سے دیکھیں تو ایک مرتبہ ان پر محبت کی نگاہ ڈالنا ایک مقبول عمرہ کا ثواب رکھتا ہے۔ اب ہم حج کے لئے کتنی محنت کرتے ہیں اور عمرہ کرنے کیلئے کتنی مشقت اٹھاتے ہیں، لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے والدین کی نعمت عطا کی ہوئی ہے، وہ دن میں سینکڑوں مرتبہ حج وعمرہ کا ثواب حاصل کر لیتا ہے، یہ آنکھ کا صحیح استعمال ہے۔ لیکن اگر یہ آنکھ ناجائز جگہ پر پڑے، مثلاً لذت حاصل کرنے کی نیت سے نامحرم کو دیکھے، یا کسی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے، ذلت کی نگاہ سے دیکھے، تو یہ اس آنکھ کا ناجائز استعمال ہے، یا کوئی شخص اس

آنکھ کو دوسرے کی دل آزاری کے لئے استعمال کرے، یا کوئی ایسی چیز اس آنکھ سے دیکھے جس کو اس کا مالک چھپانا چاہتا ہے، تو یہ آنکھ کا ناجائز استعمال ہے۔

دوسروں کے گھروں میں جھانکنا

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی دوسرے کے گھر جاؤ تو پہلے اجازت لے لو، اجازت لینے سے پہلے کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں۔ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

من نظر فقد دخل

یعنی ایک شخص ابھی دوسرے کے گھر میں داخل نہیں ہوا اور ابھی اس کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ملی، لیکن وہ گھر کے اندر جھانک رہا ہے، جیسے بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب وہ اجازت لینے کے انتظار میں دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں تو کھڑے کھڑے اندر جھانکنا شروع کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اجازت کے بغیر اندر جھانکنا بھی جائز نہیں۔

ایک واقعہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ کے ہاتھ میں ایک کنگھی تھی جس کے ذریعہ آپ اپنے جسم پر خارش فرما رہے تھے، اچانک آپ ﷺ کی نظر دروازے پر پڑی تو دیکھا کہ کوئی شخص دروازے کے سوراخ سے اندر جھانک رہا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جو صاحب اندر جھانک رہے تھے ان کی نیت خراب نہیں ہوگی، کیونکہ عام طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کوئی ایسی چیز ہوتی نہیں تھی کہ آدمی چوری کرنے یا ڈاکہ ڈالنے کے لئے آئے، بظاہر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں جھانک رہا تھا کہ آپ ﷺ کو دیکھوں کہ آپ ﷺ کیا کر رہے ہیں، لہٰذا ان کی نیت بظاہر خراب نہیں تھی لیکن چونکہ اجازت کے بغیر جھانک رہے تھے، اس لئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو اس طرح جھانکتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا کہ تم نے اتنا بڑا گناہ کیا ہے کہ تم اس لائق ہو کہ اس کنگھی سے تمہاری آنکھ پھوڑ دی جائے۔

نگاہ کا غلط استعمال ہے

ایک دوسری حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے گھر میں اجازت کے بغیر دیکھے اور وہ گھر والا اس دیکھنے والے شخص کی آنکھ پھوڑ دے تو وہ شخص اپنے آپ کو ملامت کرے، پھوڑنے والے کو ملامت نہ کرے۔ آپ ﷺ نے اتنی سخت سزا اس کی بیان فرمائی۔ بہرحال! یہ نگاہ کا غلط استعمال ہے۔ اس طرح ایک شخص کا گھر اونچا ہے اور دوسرے شخص کا گھر نیچے کی طرف ہے، اور اوپر گھر والا شخص نیچے والے گھر میں جھانک رہا ہے تو یہ نگاہ کا غلط استعمال ہے اور ناجائز استعمال ہے۔

آنکھوں کے ذریعہ گناہ اور ثواب دونوں کما سکتے ہیں

لہٰذا اس نگاہ کے ذریعہ اگر کوئی شخص چاہے تو روزانہ بیسوں مرتبہ حج وعمرہ کا ثواب حاصل کر سکتا ہے اور اس نگاہ کے ذریعہ اپنے دامن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جمع کر سکتا ہے اور یہ نگاہ ہے کہ اگر انسان اس کو غلط استعمال کرے گا تو اس کے نامۂ اعمال میں گناہوں کے انبار جمع ہوتا رہے گا۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری آنکھ میں نور عطا فرمایئے۔ اس نور سے مراد ظاہری بینائی نہیں، ظاہری بینائی تو الحمد للہ پہلے سے موجود ہے، بلکہ اس نور سے مراد آنکھ کا وہ نور ہے جو آنکھ کو جائز استعمال کی حد کے اندر محدود رکھے اور اس کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔

کان میں نور ہونے کا مطلب

اس طرح آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! میرے کان میں نور عطا فرما۔ اب کان میں نور عطا فرمانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس نور کے نتیجے میں کان میں کوئی بلب جل جائے گا یا کوئی چراغ جل جائے گا، بلکہ کان میں نور عطا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کان صحیح

کاموں میں استعمال ہو، ناجائز کاموں سے وہ بچے، مثلاً اس کے ذریعہ قرآن کریم کی تلاوت سنی جائے جس کے نتیجے میں ایک ایک لفظ تمہارے نامہ اعمال میں نیکیوں کا اضافہ کر رہا ہے، ان کان کے ذریعہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنو اور دین کی باتیں سنو تو اس صورت میں یہ کان عبادت میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر اجر و ثواب عطا فرما رہے ہیں۔

کان کا صحیح استعمال

ایک شخص کسی کے پاس دین کا علم حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے یا دین کی بات سننے کے لئے جاتا ہے تو اس کے بارے میں حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سھل اللہ لہ طریقا الی الجنۃ.

(مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

یعنی جو شخص علم کی بات سننے کیلئے کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس راستے پر چلنے کی وجہ سے اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص گھر سے چل کر مسجد کی طرف آتا ہے اور نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں یہ نیت بھی ہے کہ میں مسجد میں جا کر دین کی باتیں سنوں گا اور قرآن کریم کی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور دین کے احکام سنوں گا تو یہ کان کا صحیح استعمال ہے، اس کے نتیجے میں اس کو حدیث میں بیان کردہ فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

کان کا غلط استعمال

لیکن اگر کوئی شخص اس کان کے ذریعہ فحش باتیں سنتا ہے یا گانا بجانا سنتا ہے، یا نامحرموں کی آواز سے لطف اندوز ہونے کے لئے ان کی باتیں سنتا ہے، یا اس کان کے ذریعہ غیبت سنتا ہے تو یہ کان کا غلط اور ناجائز استعمال ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ اے اللہ! میرے کان میں نور عطا فرما، یعنی یہ کان جائز اور حلال کام میں استعمال ہو اور ناجائز اور حرام کام سے بچے، اور یہ کان جنت میں لے جانے اور جہنم سے

بچائے، یہ کان کا نور ہے۔

دائیں بائیں، آگے پیچھے نور ہونا

اسکے بعد یہ دعا فرمائی کہ میرے دائیں نور عطا فرما میرے بائیں نور عطا فرما، میرے آگے نور عطا فرما اور میرے پیچھے نور عطا فرما۔ یعنی اے اللہ! میں جس جگہ بھی چل کر جاؤں، وہاں مجھے نورانی ماحول عطا فرمائیے، ایسا ماحول ہو کہ جو مجھے نیکیوں پر ابھارے اور گناہوں سے بچائے، جو مجھے آپ کی یاد دلائے اور میرے دل میں آخرت کی فکر پیدا کرے۔

شیطان چار طرف سے حملہ کرتا ہے

جس وقت اللہ تعالیٰ ابلیس کو جنت سے نکال رہے تھے تو پہلے اس نے یہ چالاکی کہ اللہ تعالیٰ سے یہ مہلت مانگ لی کہ اے اللہ! مجھے قیامت تک زندگی عطا فرمادیں، قیامت تک مجھے موت نہ آئے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک زندگی عطا فرمادی۔ جب اس کو مہلت مل گئی تو پھر کہتا ہے کہ اب میں آپ کی مخلوق کو گمراہ کروں گا قرآن کریم میں ہے:

لاتینھم من بین ایدیھم و من خلفھم و عن ایما نھم و عن شما ئلھم ط و لا تجد اکثر ھم شٰکرین (سورۃ الاعراف، آیت ۱۷)

یعنی انسان کو گمراہ کرنے کے لئے اس کے آگے سے اس کے پیچھے سے اس کے دائیں طرف سے اور اس کے بائیں طرف سے آجاؤں گا، چاروں طرف سے انسان پر حملے کروں گا، آپ ان میں سے اکثر بندوں کو شکر گزار نہیں پائیں گے، وہ ناشکرے ہوں گے اور آپ کے احکام کی تعمیل نہیں کریں گے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان سے اس وقت فرمادیا تھا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو کہ میں دائیں طرف سے آؤں گا اور بائیں طرف سے آؤں گا اور چاروں طرف سے آؤں گا اور آپ اکثر بندوں کو شکر گزار نہیں پائیں گے، یہ تو کیا شیخی بھگارتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ:

میرے بندوں پر داؤ نہیں چلے گا

ان عبادی لیس لک علیھم سلطن الا من اتبعک من الغاوین۔ (الحجر، آیت ۴۲)

یعنی جو میرے بندے ہوں گے، ان پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا، ان پر تیرا کوئی وار کارگر نہیں ہوگا، ہاں تیرا وار ان پر کارگر ہوگا جو میری بندگی سے ہٹے ہوئے ہوں گے، جو میرا بندہ نہیں بننا چاہتے اور میری بندگی سے انحراف کرنا چاہتے ہیں، وہ تیرے جال میں آجائیں گے، لیکن جہاں تک میرے بندوں کا تعلق ہے، یعنی جن کو اپنا بندہ ہونے کا احساس ہوگا اور اس احساس کے نتیجے میں وہ مجھ سے رجوع کرتے رہیں گے اور یہ کہتے رہیں گے کہ یا اللہ! ہم تیرے بندے ہیں، ہمیں اس شیطان سے بچالے، میرے ان بندوں پر تیرا داؤ نہیں چلے گا، ان پر تیرا قابو نہیں ہوگا۔ مگر وہ لوگ جو گمراہ ہیں، جن کو یہ احساس ہی نہیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں، جو اس زمین پر خدا بن کر رہنا چاہتے ہیں، فرعون بن کر رہنا چاہتے ہیں، وہ تیرے داؤ میں آجائیں گے، لیکن میرے بندوں پر تیرا داؤ نہیں چلے گا۔

میرے بندے کون ہیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے "بندے" سے کیا مراد ہے؟ کیونکہ تمام انسان اللہ کے بندے ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "میرے بندے" کہہ کر اس طرف اشارہ فرمادیا کہ اس سے وہ بندے مراد ہیں جن کے دل میں عبدیت کا جذبہ ہوگا، بندگی کا جذبہ ہوگا اور جو مجھ سے رجوع کریں، جہاں شیطان گمراہ کرے اور اپنا داؤ چلائے تو وہ فوراً میری طرف رجوع کریں کہ یا اللہ! یہ شیطان مجھے پریشان کر رہا ہے، یہ مجھے بہکانا چاہتا ہے، اے اللہ! مجھے بچالیجئے۔ ایسے بندوں پر شیطان کا داؤ نہیں چلے گا۔

شیطان کے حملے سے بچاؤ

لہٰذا چونکہ شیطان نے یہ کہا تھا کہ میں انسان کو بہکانے کے لئے دائیں سے، بائیں سے، آگے سے پیچھے سے آؤں گا، اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے آگے بھی نور عطا فرما، دائیں بھی نور عطا فرما اور بائیں بھی نور عطا فرما۔ وہ شیطان تو ظلمت اور تاریکی لا رہا ہوگا، وہ تو معصیت کا اندھیرا لا رہا ہوگا، اے اللہ!

آپ ہمارے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں نور پیدا فرمائیں، تاکہ اس کی لائی ہوئی ظلمت سے ہماری حفاظت ہو جائے۔ اب جو شخص صبح کو فجر کی نماز کے لئے جاتے وقت روزانہ اللہ تعالیٰ سے یہ مانگے گا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو نور نہیں دیں گے؟ ضرور دیں گے۔

نماز اشراق کی فضیلت

البتہ جب آدمی نماز فجر سے فارغ ہو جائے تو اگر اس کے لئے ممکن ہو تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد مسجد سے باہر نکلنے کے بجائے مسجد ہی میں بیٹھ جائے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھنے کے بعد جس جگہ نماز پڑھی ہے، طلوع آفتاب تک اس جگہ بیٹھا رہے اور اس دوران ذکر کرتا رہے، تسبیحات پڑھتا رہے، قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہے اور دعائیں کرتا رہے، پھر جب سورج طلوع ہونے کے بعد بلند ہو جائے، اس وقت دو رکعت یا چار رکعت اشراق کی نماز پڑھے تو اس شخص کو ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔

سورج نکلتے وقت کی دعا

مسجد میں بیٹھنے کے دوران جس وقت سورج طلوع ہو تو اس وقت وہ کلمات ادا کرے جو کلمات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلتے وقت پڑھا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں

الحمد للّٰہ الذی اقالنا یومنا ھذا و لم یھلکنا بذنوبنا.

تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہمارا یہ دن واپس کر دیا اور ہمارے گناہوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک اور برباد نہیں کیا۔ اس دعا میں دو جملے ہیں، لیکن ان دو جملوں میں معنی کی کائنات پوشیدہ ہے، اللہ جل جلالہ کی عظمت اور اس کی قدرت کاملہ کی اور اس کی حکمت بالغہ کی اور اس کے انعامات کے اعتراف کی کائنات پوشیدہ ہے۔ جب عربی الفاظ یاد نہ ہوں تو اس وقت اردو میں یہ دعا کر لیا کریں کہ اے اللہ! آپ کا شکر ہے کہ آپ نے یہ دن ہمیں واپس کر دیا۔ اس شکر کی وجہ یہ ہے کہ جب ہم رات کو سو رہے تھے، کیا

ہمیں اس وقت معلوم تھا کہ صبح کو ہماری آنکھ کھلے گی یا نہیں؟ زندگی کے یہ لمحات سوتے میں ختم تو نہیں ہو جائیں گے، نہ جانے کتنے لوگ ہیں جو رات کو اچھے خاصے سوئے اور پھر سوتے ہی رہ گئے اور دن کے آنے سے پہلے ہی ان کے دل پر ایسا حملہ ہوا کہ انہیں دن دیکھنا نصیب نہ ہوا۔

سوتے وقت روح قبض ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے

اللہ یتوفی الانفس حین موتھا و التی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت و یرسل الاخری الیٰ اجل مسمی

(سورۃ الزمر، آیت ۴۲)

یعنی موت کے وقت اللہ تعالیٰ انسانوں کی روح کو قبض کر لیتا ہے۔ اب موت کے وقت انسان کا سارا جسم تو ویسا ہی نظر آتا ہے بس جسم کے اندر جو روح تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کو قبض فرما لیا۔ آگے فرمایا اور جن کی موت کا وقت نہیں آیا، اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو بھی روزانہ نیند کے وقت قبض فرما لیتے ہیں۔ یہی وجہ کہ سونے کے بعد ہمیں کچھ احساس اور شعور باقی نہیں ہوتا۔ یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ روح جزوی طور پر جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ پھر جن کیلئے تقدیر میں موت لکھی ہوتی ہے ان کی روحوں کو اللہ تعالیٰ واپس نہیں چھوڑتے، یعنی سوتے سوتے میں موت واقع ہو جاتی ہے اور جن کی موت ابھی مقدر نہیں ہے ان کی روحوں کو اللہ تعالیٰ واپس چھوڑ دیتے ہیں، چنانچہ وہ روح دوبارہ جسم میں واپس چلی جاتی ہے اور آدمی دوبارہ بیدار ہو جاتا ہے اور پہلے جس طرح چالو تھا، دوبارہ چالو ہو جاتا ہے۔

نماز چاشت اور اللہ کی کفایت

ابو ذر رضی اللہ عنہ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انہ قال یا ابن آدم ارکع لی اربع رکعات من اول النھار اکفک آخرہ

"اللہ فرماتا ہے! اے آدم کے بیٹے! دن کے شروع میں میرے لئے چار رکعت نماز ادا کر، میں تیرے سارے کاموں کے لئے کافی ہو جاؤں گا۔"
نماز چاشت کے لئے کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہیں۔ البتہ چار رکعت پڑھنا افضل ہے

(صحیح سنن ترمذی للالبانی)

لمحہ فکریہ

کسی چیز کا گراں، نایاب اور بہت سے فوائد کا حامل ہونا اپنی جگہ لیکن جب تک ہم اس کی اہمیت، وقعت، قدر و منزلت اور فوائد سے آگاہی نیز اس کے حصول کا طریق کار معلوم نہیں کریں گے۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے بے قرار تمنا، اپنی بھرپور توجہ، لگن، محنت اور کوشش بروئے کار نہیں لائیں گے، ہم اس کے فوائد سے فیضیاب نہیں ہو سکیں گے۔

ہم نے دن کے "بکور" (پہلے حصے) کے بارے میں جان لیا۔ اس کے ثمرات و برکات سے آگاہی حاصل کر لی۔ اب ہمیں ان برکات کو سمیٹ کر اپنے لئے جمع کرنا ہے، تاکہ رسول اللہ ﷺ کی دعائے برکت ہمارے ہر روز اور ہر شب کا مقدر بن جائے۔

مانا کہ رات کے پچھلے پہر سحر اور فجر کو اٹھنا بہت مشکل ہے۔ نیند ہے کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتی۔ جسم مزید آرام کرنے پر بضد ہے۔ آنکھیں کھلنے سے انکار کر رہی ہیں۔ انگڑائی لی...... ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا تو شیطان نے کہا کہ ابھی رات باقی ہے! "سو یارہ" پھر آنکھیں بند کر کے کروٹ لی اور خواب غفلت میں ڈوب گئے۔

سورج بلند ہو چکا، اس کی کرنوں نے چھیڑا تو اٹھے، پتا چلا کہ سحر کا قافلہ برکت تو بہت آگے نکل چکا۔ اب کف افسوس مل رہے ہیں کہ کھوئے وقت کا واپس آنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وقت کی اس خاصیت کا یوں ذکر کیا:

والعصر، ان الانسان لفی خسر، الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر

"زمانے کی قسم۔ بلاشبہ انسان گھاٹے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور

نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے۔

رب کریم کے بہت قریب ہونے اور اپنی دعا کو یقینی بنانے، خصوصی انعامات و برکات اور رضائے الٰہی کی سعادت حاصل کرنے کے لیے بہتر تو یہی تھا کہ رات کے پچھلے پہر اٹھ جاتے، اپنے شریک زندگی (شوہر، بیوی) کو بھی اس حصول خیر اور رب مجیب الدعا کی قربت کے لئے اس کے حضور لا کھڑا کرتے اور رسول ﷺ کی ایک اور دعا کی بشارت وصول کر لیتے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے اور نوافل ادا کرے، اپنی بیوی کو جگائے اور وہ بھی نوافل ادا کرے اور بیوی اٹھنے میں سستی کرے تو اس کا چہرے پر پانی چھڑک کر اسے جگائے...... اللہ رحم فرمائے اس عورت پر جو رات کے وقت اٹھے اور نوافل ادا کرے اور اپنے شوہر کو بھی جگائے اور وہ نوافل ادا کرے، اگر شوہر اٹھنے میں سستی کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک کر اسے جگائے۔

(ابوداؤد، ۱۴۵۰،۱۳۰۸ـ نسائی ـ ۳/۲۰۵ ـ ابن ماجہ ۱۳۳۹ ـ احمد ۲/۲۵۰، ۴۳۶)۔

وہ باہم محبت کرنے والے زوجین کے لئے کتنی اچھی اللہ کے رحم کی دعا ہے اور کتنا اچھا عمل ہے جس میں یکساں ایک دوسرے کو اللہ کی قربت حاصل کرنے اور برکات سحر سمیٹنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اگر واقعتاً میاں بیوی اس روش پر چل پڑیں۔ آہ سحر گاہی کی تڑپ سے آگاہ ہو جائیں تو باہمی تعلقات میں کوئی دراڑ یا خلا باقی نہ رہے، ہر پہلو اخلاص اور ہمدردی کے جذبات ہی موجزن نظر آئیں۔

رسول ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو سورج چڑھے تک سوتا رہتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

ذاک رجل بال الشیطان فی اذنیه او قال : فی اذنه.

"اس کے دونوں کانوں یا کان (راوی کو صحیح یاد نہیں کان کہا یا کانوں) میں شیطان نے پیشاب کیا ہے۔"

(بخاری کتاب التهجد، باب اذا نام و لم يصل بال الشيطان فی اذنه، ح ۱۱۴۴ ـ مسلم

کتاب صلوٰۃ المسافرین، ج ۷۷)

پیشاب تو بجائے خود گندگی اور نجاست ہے اور وہ بھی تمام نجاستوں کے باپ شیطان کا پیشاب تو پھر......؟

دیکھا بظاہر ذرا سی لاپرواہی سے دشمن نے کتنی کمینی حرکت اور کیسی ظالمانہ دشمنی کی، اس کھلم کھلا، عیار، مکار، اور حاسد دشمن کے افسوں کو توڑنے کے لیے چاہیے کہ رات کے ہیبت ناک سناٹے کو توڑنے والے اللہ اکبر کے الفاظ سنتے ہی بیدار ہو جائیں...... "الصلوۃ خیر من النوم" کی تلقین پر کان دھریں۔ اس حی وقیوم ذات کا نام لیں جس کی تعلیم ہمیں سنت نبوی ﷺ سے اس طرح ملتی ہے۔

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور

(بخاری کتاب الدعوات، باب ما یقول اذا نام، ج ۲۳۱۲)

"اس اللہ کی تعریف جس نے ہمیں زندہ کیا بعد مرنے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے"

اب مؤذن کے ساتھ ساتھ اذان کے الفاظ دہراتے جائیں

"حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" کے بعد "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" کہہ کر شیطان کو دور دار مکا رسید کریں اور رسول اکرم ﷺ کی اس خوش خبری کو اپنے نام محفوظ کرالیں:

"جس نے پورے یقین سے اذان کا جواب دیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔" (نسائی)

اور اب رسول ﷺ کی تعلیم کردہ یہ دعا پڑھیں تاکہ گناہوں کی بخشش کا پروانہ بھی مل جائے۔ (دیکھئے مسلم)

و انا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ. رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد رسولا

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوں"

(مکمل دعا کیلئے دیکھئے صحیح مسلم)

سنت کی پیروی میں " اتو ضا بسم اللہ" کہہ کر وضو کریں۔ لیجئے! شیطان کی لگائی ہوئی دوسری گرہ کو توڑنے میں بھی آپ کامیاب ہو گئے اور روز حشر اعضائے وضو کو چمک دمک کا لازوال ربانی عطیہ حسن بھی مل گیا۔

اب رب السماوات والارض کے حضور...... سراپا عجز و نیاز بن کر...... اللہ اکبر کہہ...... دو رکعت سنت ادا کریں۔ صبح کی دو سنتیں پیارے نبی ﷺ کو بہت محبوب تھیں، جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہی تیسری آسیبی گرہ بھی کھل گئی۔ رب کائنات کے حضور بندے کو کھڑے دیکھ کر شیطان کا افسون بے اثر ہو گیا۔

اور اب اس برکت والے وقت میں...... رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے دعائے نور کی رفاقت میں مسجد کی طرف قدم بڑھائیں! ایک ایک قدم پر نیکیاں لکھنے والے فرشتے ساتھ ساتھ چلیں گے اور نور کی تمام ٹھنڈک اور روشنی کا احساس رگ و پے میں سرایت کر جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی ایک دعا کا ذکر کیا ہے۔

ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شئی قدیر (تحریم :۸)

"اے ہمارے پروردگار ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما دے اور ہمیں معاف کر بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

ذرا پوری توجہ کے ساتھ اسے بھی تصور میں لائیں۔ دین اسلام اور ایمان کا یہ نور دنیا کی ہر الجھن، پریشانی، غم، شرک، کفر، تیز اخلاق رذیلہ، قبر کی وحشت، تنہائی، قیامت کی ہولناکی، اور گھبراہٹ غرض ہر مشکل مقام پر ہر طرح کے اندھیرے دور کر کے روح و جسم میں عافیت اور طمانیت کا نور بھر دے گا۔ انشاءاللہ۔

صبح کی باجماعت نماز کی فضیلت سے محرومی ایک مرد مومن کو کسی صورت گوارا نہیں ہونا چاہیے۔ اکیلے، دیر کر کے، سستی کے ساتھ نماز ادا کرنا تو منافقوں کا وطیرہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"رسول ﷺ نے فرمایا"

"منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں اگر انہیں پتا چل جائے کہ اس کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو ان دونوں نمازوں میں ضرور آئیں خواہ انہیں گھٹنوں

کے بل چل کر آنا پڑتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ مؤذن کو حکم دوں کہ اقامت کہے۔ پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ امامت کرائے اور خود آگ کے شعلے لے کر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو اس (اذان اور اقامت) کے بعد نماز کیلئے نہیں نکلتے۔"

(احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، صحیح سنن ترمذی لالبانی، الجزء الاول، رقم الحدیث ۸۶۶)

نماز کے بعد پھر وہی ذکر رب رحیم...... تلاوت یا دعاؤں کا سلسلہ! ہاں اب کوئی نفل یا قضا نماز نہیں پڑھ سکتے۔

سورج نکل آیا، اگر اللہ نے توفیق دی ہے تو نماز ضحیٰ (چاشت) ادا کر کے ایک حج اور عمرے کا ثواب حاصل کریں......

مذکورہ بالا تمام امور کا مرکز اصل، اور محور صبح کی بروقت نماز ہے، باقی امور ہماری اپنی طلب، شوق اور استطاعت پر منحصر ہیں۔

اور ہاں! سحر کے ساتھ ساتھ مرغ کے بانگ کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔ مرغ آمد سحر سے آگاہ کرنے والا..... اللہ تعالیٰ کا الہام کردہ طائر خوشنوا ہے جو بیداری سحر کی برکات سے ایک بار دو بار نہیں بلکہ بار بار بانگیں دے کر مخلوقات کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا:

"لا تسبوا الدیک فانہ یوقظ الصلوٰۃ"

"مرغ کو برا نہ کہو، اس لیے وہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔"

(ابوداؤد بسند صحیح کتاب الادب بحوالہ ریاض الصالحین جلد ۲ ص ۱۸۳۹ ابن حبان نے اسے صحیح کہا)

اذا سمعتم صیاح الدیکۃ فاسئلوا اللّٰہ من فضلہ فانھا رات ملکا

"مرغ کی آواز سنو تو اللہ کا فضل طلب کرو کیونکہ وہ فرشتہ کو دیکھتا ہے۔)

(بخاری و مسلم، اللؤلؤ والمرجان لالبانی، الجزء الثانی، ح ۱۷۸۳۰)

لہٰذا جیسے جیسے اس کی بانگ سنائی دے، **اللّٰھم انی اسئلک من فضلک**، کہہ کر اللہ سے فضل کی طلب بھی جاری رکھیں۔

جن اعضائے بدن کو اللہ کے حضور جھکا کر دن کا آغاز کیا ہے۔ اللہ کی عبادت اور

اطاعت کی ہر رکعت میں ایاک نعبد کہہ کر تجدید کی ہے۔ اب اس کا تقاضا ہے کہ ان بھران اعضاء سے صرف وہی کام لیے جائیں جو ان کے خالق و مالک کو پسند ہیں ورنہ یہ اپنے اقرار سے بدترین انحراف بھی ہوگا اور آغاز سحر سے لے کر کی گئی قولی و بدنی عبادات کے ضائع ہونے کا سبب بھی ٹھہرے گا۔ اعضاء بدن اصلاً تو اللہ ہی کے فرمان بردار ہیں اور وہ پسند بھی یہی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ نے اعضائے بدن کے بارے میں فرمایا:

"جب آدم کا بیٹا صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ہمارے متعلق اللہ سے ڈر جا اس لیے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو درست رہے گی تو ہم بھی درست رہیں گے اگر تو ٹیڑھ پن اختیار کرے گی تو ہم ٹیڑھے ہو جائے گے۔"

(سنن ترمذی، ابواب الزہد، باب ما جاء فی حفظ اللسان ح: ۲۴۰۷، حدیث حسن۔ ریاض الصالحین، ح ۱۵۲۱)

بظاہر بے زبان اعضاء کی روزانہ صبح صبح زبان کے سامنے کی جانے والی گذارش سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس لیے آگاہ کیا کہ ہم زبان کی حفاظت کریں اور اس کے ذریعے سرزد ہونے والے تمام منکرات و منہیات سے خود کو بچائیں۔

مثلاً غیبت، چغلی، جھگڑا، گالی، جھوٹ، فریب، تہمت، تمسخر، طنز، خوشامد، بے حیائی کی باتوں، نوحہ و بین اور گانے بجانے وغیرہ امور سے اس کی مکمل حفاظت کریں۔

رات کو جلد سونا

فجر کی برکات ایک مومن کے لیے اتنی مرغوب و محبوب ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یکرہ النوم قبل العشاء و الحدیث بعدھا

رسول اللہ ﷺ عشاء سے قبل سونے اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوۃ، باب ما یکرہ من النوم)

کیونکہ عشاء سے قبل سو جانے سے عشاء کی نماز جاتی رہتی ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو یعلمون ما فیھما لا تو ھما لو حبواً

"اگر لوگوں کو اس کا ثواب معلوم ہو جائے تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹ کر بھی آنا پڑے تو مسجد میں آئیں۔" (متفق علیہ، الولولو والمرجان رقم الحدیث ۲۸۴)

تجربہ بتاتا ہے کہ رات کو تادیر جاگتے رہنے سے نیند پوری نہیں ہوتی، صبح آنکھ نہیں کھلتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نماز بھی ضائع ہو جاتی ہے اور صبح کی دیگر تمام برکات سے بھی محروم رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے اس امر کی ناپسندیدگی کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشاء کے بعد سو جایا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کی سرزنش کرتے جو عشاء کے بعد جاگتے یا باتیں کرتے رہتے اور فرماتے کیا خوب! رات کے آغاز میں باتیں کرنا اور آخر شب میں سونا" (ابن ابی شیبہ بروایت خرشہ بن الحر از فقہ عمر رضی اللہ عنہ)

اللہ تعالیٰ نے دن ہر ذی نفس کے لیے جاگنے اور حصول معاش کے لئے بنایا ہے تبھی تو اسے روشن بنایا تا کہ لوگ آسانی سے اپنے کام انجام دے سکیں اور رات کو آرام کرنے کے لیے بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور ہر چیز پر اسرار سکوت کی تہہ میں جا اترتی ہے۔

ہمارے رت جگے

افسوس! دور حاضر کے انسان نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ آرام اور کام کے اوقات کو کافی حد تک تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

☆ شادی اور سالگرہ کے لئے عصر کے بعد کا وقت رکھا جاتا ہے، نیز ان میں کھیل تماشا، ناچ رنگ، ہلڑ بازی، بے حیائی و بے پردگی، اور فضول رسومات بھی کی جاتی ہیں گویا کہ ایک نہیں بیسیوں گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

☆ قومی و عوامی تقریبات اور میلے ٹھیلے بھی رات ہی کو اپنا رنگ دکھاتے ہیں۔

☆ ادبی تقریبات، شاعری وغیرہ بھی رات ہی کو منعقد ہوتے ہیں۔ "شام غزل" اور ایک شام فلاں کے نام" وغیرہ ادبی لوگوں کی مشہور اصطلاحات ہیں۔

☆ کاروباری حضرات رات گئے تک اپنی آمدنی بڑھانے اور نوٹ گننے میں مصروف رہتے ہیں۔

☆ خریداری کرنے والے مرد و خواتین بھی عصر کے بعد ہی بازار کا رخ کرتے ہیں۔

☆ شام کا کھانا بھی اکثر گھرانے 10 بجے کے بعد کھاتے ہیں۔

☆ غرض دنیا بھر کے لوگ رات کو تادیر جاگنے اور صبح کو سونے کی عادت میں گرفتار ہو چکے ہیں۔ صبح سڑکوں پر صرف بیماری سے ہارے ہوئے نیم برہنہ لوگ چہل قدمی کرتے نظر آتے ہیں یا پھر وہ لوگ جن کا دفاتر اور اسکولوں میں حاضر ہونا ایک مجبوری ہے، یہ لوگ بھی نیند بھری آنکھوں، تھکے ہوئے جسموں، بوجھل قدموں اور سست ذہنوں کے ساتھ اپنے کام پر روانہ ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں باہمی چپقلش، شکایات، بدظنی اور اپنے کام سے بے توجہی جیسی بیماریاں معاشرے پر مسلط ہو چکی ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو؟ سچ فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے "اگر انسان صبح کی نماز پڑھ لیتا ہے تو شیطان کی تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس کا دن چاق و چوبند حالت میں گزرتا ہے ورنہ وہ سست، چڑچڑا اور بدمزاج رہتا ہے۔"

رات کو جاگنے کے نقصانات

رات کو معمولات انجام دینے سے عبادت میں نقصان تو ہوتا ہے، معیشت بھی بری طرح تباہ ہوتی ہے۔ غور کیجئے!

☆ رات کو دکاندار اپنی دکانوں کو سجانے، چمکانے اور اپنا سامان خوب صورت دکھانے کے لیے طرح طرح کی روشنیوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جن میں بجلی ہی صرف ہوتی ہے۔

☆ تقریبات میں بھی اندھا دھند برقی قمقموں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لوگ ویڈیو بنانے اور بجلی کی چکا چوند میں...... اپنے لباس اور جیولری کو خوب صورت دکھانے کے جنون میں رات کو تقریبات منعقد کرتے ہیں۔

☆ سیر گاہوں، نہروں، اہم عمارات، کاروباری مراکز پر برقی آرائشی دروازے، پھول درخت اور کئی قسم کے ڈھالے ہوئے مجسمے رات کو جگمگ کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ بجلی کا

تقریباً ۴/۱ حصہ روزانہ ہڑپ کر جاتے ہیں۔ یہ وہ فضول خرچی (اسراف) ہے جسے ناپسندیدہ کہہ کر اللہ نے ایسا کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے۔ (بنی اسرائیل)

اگر دن کو یہ سب کام انجام دیئے جائیں تو بجلی کے ناروا اور روا دونوں قسم کے خرچ سے نجات مل جائے..... جب کہ صبح کی دعائے برکت کمائی اور دیگر امور کو بھی برکت سے ہم کنار کر دے گی۔

☆ رات کو خرید و فروخت کرنے سے گاہک کو دھوکا دینا آسان ہوتا ہے۔ مصنوعی روشنی میں کسی چیز کا رنگ و روپ نظر آتا ہے وہ دن کی روشنی میں کچھ اور ہوتا ہے۔

☆ بے حیائی و بے پردگی کے تمام اڈے، کلب، تھیٹر، سینما، وغیرہ رات ہی کو اپنے گھناؤنے اور سڑے، بسے کام کرتے ہیں۔

گویا شیطان دن کی نسبت رات کو زیادہ بے باکی، شوخی اور گھمنڈ کے ساتھ زمین پر پھیل جاتا اور اپنے دشمن انسان کو دوزخ کی طرف دھکیلنے کی کوشش کرتا ہے۔

مذکورہ بالا تمام جرائم، خرافات، اور فضول خرچی کے جراثیم سے اپنے ایمان کو بچانے اور دن کی برکات کا حقیقی فائدہ اٹھانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تجویز کردہ معمول..... نماز فجر کے لیے اٹھ جانا اور رات کو نماز عشاء کے بعد سو جانا ناگزیر ہے۔

بیڈٹی اور ٹی وی نشریات

برکت و رحمت سے معمور وہ صبح جو کبھی قرآن حکیم کی تلاوت، نماز اور ذکر و دعا سے معمور ہوتی تھی۔ اب ٹی وی نشریات نے اس میں ساز، رقص اور عریاں بدن بے حیائی کا دو آتشہ زہر گھول دیا ہے۔ اب ہماری نوجوان نسل رقص و سرور کی تان پر جھومتے ہوئے اپنی صبح کا آغاز کرتی ہے..... ایک طبقہ صبح صبح بیڈٹی اور سگریٹ کے کش لگانے کا بھی رسیا ہے۔

المیہ تو یہ ہے کہ اکثریت پر ٹی وی کا ایسا جادو چل چکا ہے کہ جو لوگ تمہ کا نماز پڑھتے ہیں وہ نماز کے بعد ہاتھ میں تسبیح لیے یا کوئی ورد کرنے کے ساتھ ساتھ ٹی وی کی شوخ و شنگ بے باک اور عریاں بدن لڑکیاں دیکھنے میں مصروف رہتے اور اسے گناہ نہیں بلکہ روشن خیالی قرار دیتے ہیں

صبح جلد جاگنے کے طبعی فوائد

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی رائے کی تائید اکثر مواقع پر وحی الٰہی نے بھی کی، فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"صبح سونے سے پرہیز کرو اس سے گندہ ذہنی، فساد بدنی اور طبیعت میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔"

رات کو زندگی کا شور و شغب تھم جاتا ہے جس کی وجہ سے فضائی آلودگی کسی حد تک کم ہو جاتی ہے۔ نیز ہوا متوازن انداز میں چلتی اور بغیر کسی رکاوٹ اور آلودگی کے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتی ہے۔ اس لیے اس میں لطیف، خشک اور صحت مند عناصر ہی شامل ہوتے ہیں، رات کو سورج نہ ہونے کی وجہ سے فضا ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور کثیف عناصر تحلیل ہو جاتے ہیں۔ پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ کی اضافی مقدار جذب کر کے تازہ آکسیجن صبح کے وقت خارج کرتے ہیں۔ یہ آکسیجن صبح سویرے فضائی آلودگی سے صاف ہوتی ہے لہٰذا اس میں سانس لینے سے جسم کو فرحت، صحت اور تازگی کا حسن ملتا ہے۔

صبح شفق پر پھیلنے والی سرخی اور پھر سورج کی دھیرے دھیرے بڑھنے والی تمازت بھی انسانی جسم کے لئے صحت کا پیغام بن کر آتی ہے۔

رات بھر آرام کے بعد جب جسم بیدار ہوتا ہے تو نظام ہضم، نظام تنفس دوران خون اور درجہ حرارت اپنے معمول پر آجاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ طبیب حضرات نہار منہ مریض کی کیفیت کا معائنہ کرتے ہیں اور اس کی نبض دیکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس پر دنیا بھر کے تمام ڈاکٹرز کا اتفاق ہے، اس لیے ہر ہسپتال میں ڈاکٹر چیک کرنے کے لئے صبح صبح چیک کرتے ہیں۔

ورزش کے طریقے بھی صبح کے وقت کارگر ثابت ہوتے ہیں۔ صبح چہل قدمی کرنا، کھیتوں اور باغوں کی سیر کرنا علم الابدان کے ماہرین اکثر مریضوں کے لیے تجویز کرتے۔ اور اسے حفظان صحت کا ایک اہم اصول گردانتے ہیں

دیکھا گیا کہ صبح جلد اٹھنے والے حضرات کے سر کے بال دیر تک کالے بینائی درست

اور جسم عرصہ دراز تک تنومند رہتا ہے۔

صبح کے وقت میں اللہ کے رکھے ہوئے فرحت وصحت کے تمام خزانے ایک بندہ مومن صرف صبح کی نماز کے لیے اٹھ کر کسی ترد، پریشانی اور تکلیف کے بغیر حاصل کر لیتا ہے۔ جو وہ نماز کے لیے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف چلتا ہے تو قدم قدم پر نیکیوں کا خزانہ حاصل کرنے کے ساتھ صبح کی سیر کے تمام فوائد بھی سمیٹ لیتا ہے۔

کاش! ایک ڈاکٹر کے کہنے پر بوجھل دل کے ساتھ سیر کرنے والے مریض...... اپنے حکیم وعلیم رب کے فرمان "الصلوۃ خیر من النوم" پر عمل اور دنیوی صحت کے ساتھ ساتھ اخروی اور دائمی عیش وعشرت بھی حاصل کر لیں۔

جاگنے کی اجازت

رات کو جاگنے کی اجازت صرف اس شخص کے لیے ہے۔ جو حصول علم، دینی کتب کا مطالعہ اور عبادات میں مصروف رہنا چاہتا ہے۔ ابو بکر بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ میرے والد (ابو موسیٰ) عشاء کے بعد ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیو کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے کہا!" آیئے ہم دینی امور سمجھنے کے لیے مذاکرہ کریں"۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رات گئے تک بات چیت جاری رہی، پھر میں نے کہا آیئے! اب نماز پڑھیں (یعنی نفل) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نماز ہی میں ہوں۔ (دین کے مسئلے سمجھ سمجھا رہا ہوں اور یہ عبادت میں شامل ہے۔) ہم مسائل پر ہی بات کرتے رہے حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت ہو گیا"۔

(الفقیہ والمتفقہ، نیز فقہ عمر رضی اللہ عنہ)

"اگر کسی شخص کی کوئی کوئی ناگزیر مجبوری ہے، مثلاً بعض رشتہ داروں کا اکٹھے ہو کر کسی امر پر غور وخوض کرنا یا طالب علم کا امتحان کی تیاری کرنا، وہ شخص جس کی ملازمت میں رات کی ڈیوٹی آجایا کرتی ہے۔ ان کے لیے رات کو جاگنا ناپسندیدہ نہیں بلکہ ایک ناگزیر ضرورت ہے۔"

خبردار

رات کو فلم، ڈرامہ، ٹی وی وغیرہ دیکھنے..... گھومنے پھرنے..... فحش، لچر اور لایعنی گفتگو کرنے..... افسانے، ناول اور فحش لٹریچر پڑھنے..... کھیلنے اور کھیل کود دیکھنے..... گانے بجانے سے لطف اندوز ہونے..... شادی، سالگرہ، نیو ائیر نائٹ اور بسنت نائٹ جیسی غیر اسلامی تقریبات منانے..... جرائم کے منصوبے بنانے اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لئے راتوں کو جاگنا عذاب الٰہی کو خود دعوت دینے کے مترادف ہے جب کہ یہ کام دن کو بھی انجام دینا ناپسندیدہ اور ممنوع ہے۔

صبح جلدی اُٹھنے کی تدابیر

بچوں کو جلدی سونے کا عادی بنائیں

لہٰذا سب سے بڑی کوتاہی ہماری دیر سے سونے کی ہے۔ اگر ہم دیر سے سوئیں اور پھر شکوہ کریں کہ جی فجر کی نماز کے لئے آنکھ نہیں کھلتی۔ یہ شکوہ درست نہیں۔ اس میں ہماری پکڑ ہوگی۔ اس لئے کہ غلطی ہماری ہے۔ لہٰذا ہم خود بھی اور ہمارے گھر والے بھی رات کو جلدی سونے کی عادت ڈالیں۔ دیر تک جاگنے کی عادت چھوڑ دیں۔ اس مقصد کے لئے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے پہلے آپس میں یہ طے کرلیں کہ ہمارا اس طرح رات کو دیر تک جاگنا شرعی لحاظ سے درست نہیں اور کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ ہمیں جلدی سونا چاہئے۔ اور آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ساڑھے گیارہ بجے بتی بند ہو جایا کرے گی۔ جب ایک مرتبہ تمام گھر والے یہ بات طے کرلیں گے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ ابتداء میں چند روز تک ذرا تکلیف ہوگی اور نیند نہیں آئے گی لیکن جب رفتہ رفتہ عادی ہو جائیں گے تو انشاء اللہ پھر گیارہ بجے نیند آنے لگے گی۔

رات کا کھانا جلدی کھائیں

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم لوگ رات کو کھانا دیر سے کھانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ جن

حضرات کی دکانیں رات دیر تک کھلی رہتی ہیں۔ مثلاً بیکری والے اور مٹھائی والے، یہ حضرات تو دکان بند کرکے گھر آکر کھانا کھاتے ہیں اور کھانے کا خمار بھی بہت زبردست ہوتا ہے۔ اگر پیٹ بھر کر کھانا کھا کر آدمی سو جائے تو پھر عموماً پانچ چھ گھنٹے سے پہلے نہیں اٹھ سکتا۔ اگر ہم رات کو گیارہ بجے یا بارہ بجے کھانا کھائیں گے تو صبح فجر کی نماز میں کس طرح اٹھ سکیں گے، پھر تو صبح نو بجے ہی کھانے کا خمار اترے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نماز فجر بھی گئی اور اشراق کی نماز بھی گئی۔ لہٰذا دوسرا کام ہم یہ کریں کہ مغرب کی نماز کے فوراً بعد کھانا کھانے کی عادت ڈالیں۔ چاہیں دکان پر ہی کھانا پڑے۔ اگر مغرب کے فوراً بعد کھانے میں دشواری ہو تو عشاء سے ذرا پہلے کھالیں۔ اور گرمیوں کے موسم میں عشاء کی نماز سے پہلے آسانی کے ساتھ کھانا کھایا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ دن بڑا ہوتا ہے اور آدمی کو اس وقت تک بھوک لگ جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ عشاء کے فوراً بعد کھالیں۔ لہٰذا اگر آپ نے گیارہ بارہ بجے کھانا کھایا تو پھر فجر کے وقت آنکھ کھل جانے کی کوئی ضمانت نہیں۔ اس لئے کہ آپ نے خود ہی اپنے جسم کے اندر نیند کی گولی بھر دی۔ لہٰذا دوسرا کام یہ کریں کہ کھانا جتنی جلدی ہوسکے کھالیا کریں۔ اس کا بہت اہتمام کریں۔

رات کا کھانا کم کھائیں

تیسری بات یہ ہے کہ شام کا کھانا بہت معمولی اور ہلکا پھلکا ہونا چاہئے۔ نہ تو اس کی مقدار زیادہ ہونی چاہئے اور نہ زیادہ بھاری اور ثقیل ہونا چاہئے۔ وہ کھانا جتنا کم ہوگا، اور جتنا ہلکا ہوگا، اتنا ہی وہ بہتر رہے گا اور اگر کھانا زیادہ ہوگا تو وہ آپ کے اندر زیادہ کسل اور سستی پیدا کرے گا، اس کی وجہ سے فجر کی نماز میں اٹھنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا شام کے وقت ہلکا پھلکا کھانا کھایا جائے۔

عشاء کے بعد پانی نہ پئیں

چوتھا کام یہ کریں کہ شام کے وقت کم سے کم مقدار میں پانی پئیں۔ صبح اور دوپہر کو جتنا پانی چاہیں پی لیں اور شام کی ساری کسر دن میں پوری کرلیں۔ لیکن عشاء کے بعد زیادہ پانی

نہ پئیں۔ اس لئے کہ پانی کی زیادتی سے رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے اور رطوبت کی زیادتی سے نیند بھی زیادہ آتی ہے اور سستی اور کاہلی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے نتیجے میں صبح فجر کے وقت اٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے رات کے وقت پانی کم پئیں۔

کھانے کے بعد چہل قدمی کرلیں

ایک کام یہ کریں کہ اگر آپ نے عشاء کے بعد کھانا کھایا ہے تو پھر تھوڑی دیر ضرور چہل قدمی کرلیں۔ تاکہ وہ کھانا تحلیل ہو جائے اور کھانا جتنا تحلیل ہوگا۔ اس کے اندر سستی پیدا کرنے والے اثرات کم ہوں گے اور یہ عمل صحت کے لئے بھی مفید ہے۔ اس لئے تھوڑی دیر ٹہل لیں۔

الارم لگا کر سوئیں

ایک کام یہ کریں کہ ایسا الارم لگائیں جس کی آواز سے آپ بیدار ہو سکیں۔ اب بعض لوگوں کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ وہ ہلکی اور معمولی آواز سے بھی بیدار ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ بہت تیز اور بھاری آواز سے بیدار ہوتے ہیں۔ یہ تو ہر ایک کا اپنا مزاج ہے۔ لہٰذا اپنے مزاج کے مطابق الارم لگا کر سوئیں اور اس طرح اپنی طرف سے نماز فجر کے لئے بیدار ہونے کا پورا انتظام کر کے سوئیں۔ جو لوگ صبح جلدی اٹھنے کے عادی نہیں ہوتے۔ بعض مرتبہ وہ لوگ ایک کام یہ کرتے ہیں کہ الارم کی آواز پر ان کی آنکھ تو کھل جاتی ہے لیکن وہ ہاتھ بڑھا کر الارم کا بٹن دبا کر اس کو بند کر دیتے ہیں اور دوبارہ سو جاتے ہیں۔ ایسے حضرات اپنا الارم اتنا دور رکھیں جہاں ان کا ہاتھ نہ پہنچ سکے۔ تاکہ وہ ہاتھ بڑھا کر بند نہ کر سکیں بلکہ بند کرنے کے لئے ان کو کھڑا ہی ہونا پڑے اور کھڑے ہو جانے کے بعد سو جانا سراسر اپنی کوتاہی ہے۔

گھر کے بڑوں کو بیدار کرنے کے لئے کہہ دیں

عام طور پر گھروں میں کوئی ایک اللہ کا بندہ ایسا ہوتا ہی ہے جو صبح جلدی اٹھا کرتا ہے۔

سوتے وقت ہم ان سے بھی کہہ کر سوئیں کہ آپ مجھے فجر کی نماز میں ضرور بیدار کر دیجئے گا اور خود بڑوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ چھوٹوں کو بیدار کیا کریں۔ چھوٹے بڑوں سے کہہ کر سوئیں اور یہ بھی کہہ دیں کہ اگر میں آواز دینے سے نہ اٹھوں تو میرے منہ پر ٹھنڈا پانی ڈال دینا۔ یہ ٹھنڈا پانی الارم سے زیادہ کام کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے ساری سستی دور ہو جاتی ہے اور آدمی چست ہو جاتا ہے۔

یہ آیات تلاوت کر کے سوئیں

ایک کام یہ کریں کہ رات کو سوتے وقت سورۂ کہف کی آخری چار آیتیں پڑھ کر سوئیں جو ان الذین امنوا و عملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس نزلا سے شروع ہوتی ہیں اور سورۃ کے آخر تک ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ صبح جتنے بجے آدمی اٹھنا چاہے ٹھیک اتنے بجے اس کی آنکھ خود بخود کھل جائے گی۔ اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

دعا کر کے سوئیں

ایک کام یہ کریں کہ سونے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ میرے اندر فجر کے وقت سونے کا مرض ہے۔ یہی میری کوتاہی اور غلطی ہے۔ میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ یا اللہ میری مدد فرما۔ میری اس کوتاہی کو دور فرما اور فجر باجماعت پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین۔ بہرحال جو شخص دعا کر کے اور سورۂ کہف کی آخری آیات تلاوت کر کے اور اٹھنے کے لئے مذکورہ تمام انتظامات کر کے سوئے گا اولاً تو وہ ضرور بیدار ہو جائے گا۔ بالفرض اگر اٹھنے میں دیر بھی ہو گئی اور جماعت نہ ملی۔ البتہ نماز قضا نہ ہوئی تو بھی انشاء اللہ اس کو جماعت کا ثواب مل جائے گا کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ:

"جو شخص (اپنے گھر سے) اچھی طرح وضو کر کے مسجد میں (جماعت کے ساتھ) نماز پڑھنے کے ارادے سے (مسجد کی طرف) جائے اور وہاں پہنچ کر معلوم ہو کہ جماعت نکل چکی ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو جماعت سے نماز پڑھنے کا ثواب عطا فرما دیں گے اور اس ثواب کی وجہ

سے ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی جنہوں نے جماعت سے نماز پڑھی ہے۔" (الترغیب)

نوافل اور صدقہ ادا کریں

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا ہے اول تو ان پر عمل کرنا ہی کافی ہے اور اکثر ان پر عمل کرنے سے نماز فجر باجماعت ادا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی کا نفس نماز کا بہت ہی چور ہو اور کسی طرح وہ اس کوتاہی سے باز نہ آئے تو اس کے لئے ایک تدبیر بہت کارگر اور نہایت مجرب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایسا شخص دل دل میں اپنے آپ سے یوں کہے اے نفس! دیکھ یا تو فجر کی نماز ادا اور باجماعت پڑھو، ورنہ نماز فجر قضا کرنے پر سو روپے صدقہ کروں گا اور بیس رکعت نفل ادا کروں گا اور فجر کی جماعت ترک کرنے پر پچاس روپے کا صدقہ کروں گا اور دس رکعت نفل ادا کروں گا پھر خدانخواستہ جب نماز فجر قضا ہو جائے تو بلا تاخیر فوراً سو روپے صدقہ کریں اور بیس رکعت نفل ادا کریں۔ اگر جماعت فوت ہو جائے تو پچاس روپے صدقہ کریں اور دس رکعت نفل ادا کریں، یقین مانیں یہ نوافل و صدقہ کی سزا نفس پر اتنی گراں ہے کہ بہت جلد وہ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے لگے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

نوافل اور صدقہ کی مذکورہ مقدار بطور مثال ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ جس شخص میں یہ غفلت اور کوتاہی پائی جاتی ہو وہ اپنے حسب حال نوافل اور صدقہ کی اتنی مقدار مقرر کرلے جس کی ادائیگی اس کے نفس پر شاق ہو، اور پھر کوتاہی ہونے پر نوافل اور صدقہ کرنے میں سستی نہ کرے۔ ان کی ادائیگی روزانہ یا جب نماز فجر میں کوتاہی ہو فوراً کرے کیونکہ یہ نفس کو سزا دینا ہے۔ اگر سزا نقد نہ دی تو نفس سیدھا نہ ہوگا۔ بلکہ بدستور کوتاہی کرتا رہے گا۔

ایک بزرگ کی جماعت فوت ہونے کا واقعہ

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ایک دن ان کی فجر کی جماعت فوت ہوگئی۔ جب وہ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا جماعت ختم ہو چکی ہے تو فجر کی جماعت نکل جانے کا ان کو بہت صدمہ ہوا اور بہت افسوس ہوا۔ دوسری رات جو وہ سوئے تو فجر کی نماز کے وقت کوئی صاحب ان کے پاس بیدار کرنے کے لئے پہنچ گئے جلدی سے ان کو بیدار کیا تاکہ وہ فجر کی نماز پڑھ

لیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جماعت فوت ہو جائے۔ ان بزرگ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا تم کون ہو؟ کہاں سے آئے؟ اور کیسے آئے؟ جبکہ گھر کا دروازہ بھی بند ہے۔ اس نے کہا بات یہ ہے کہ کل آپ کی فجر کی جماعت چھوٹ گئی تھی۔ میں نے سوچا کہیں ایسا نہ ہو آج بھی چھوٹ جائے۔ اس لئے میں بیدار کرنے آیا ہوں۔ ان بزرگ نے فرمایا یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن دروازہ بند ہے تم اندر کیسے آئے؟ اور کس کی اجازت سے آئے؟ اور تم کون ہو؟ صاف صاف بتادو ورنہ میں نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا حضرت میں شیطان ہوں اور آپ کو بیدار کرنے کے لئے آیا ہوں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ شیطان اور نیکی؟ ارے! نیک کام سے تمہیں کیا غرض؟ تم نے میرے ساتھ یہ نیکی کیسے کی۔ اس میں بھی ضرور تمہارا کوئی مکر ہے۔ اب تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہے جب تک اصل وجہ نہیں بتاؤ گے؟ اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا۔ شیطان نے جواب دیا کہ حضور میں بہت عرصہ سے اس کوشش میں تھا کہ کسی طرح آپ کی فجر کی نماز قضا کرادوں۔ برسوں کی محنت کے بعد تھوڑی سی کامیابی ہوئی تھی۔ اگرچہ میں آپ کی نماز تو قضا نہیں کرا سکا۔ لیکن گزشتہ کل آپ کی جماعت نکلوادی، اس وقت میں بہت خوش ہوا کہ چلو ایک قدم تو آگے بڑھا۔ آج جماعت نکلی کل نماز قضا بھی ہو جائے گی۔ لیکن جماعت فوت ہونے کے نتیجے میں مسجد کے دروازے پر آپ نے جس افسوس اور غم کا اظہار کیا اور آپ نے جو آہیں نکالیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا ثواب عطا فرمایا کہ وہ ثواب باجماعت نماز پڑھنے کے ثواب سے بھی بڑھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو سلانے میں نقصان ہے۔ اٹھانے میں فائدہ ہے۔ اس لئے میں آج آپ کو اٹھانے آیا ہوں۔

اہتمام کے باوجود اگر نماز نکل جائے تو!

بہر حال، اگر ہم نے اپنی طرف سے فجر کے وقت اٹھنے کی پوری کوشش کر لی، سارے انتظامات کر کے سوئے۔ اس کے باوجود آنکھ لگ گئی تو پھر اگر نماز قضا ہو گئی تو انشاء اللہ اس کا وبال نہیں ہوگا اور اگر جماعت نکل گئی تو امید ہے کہ انشاء اللہ اس کا ثواب بھی مل جائے گا ہم ایسی صورت میں جب مسجد کی جماعت فوت ہو جائے تو گھر کے افراد کو جمع کر کے جماعت کر لینی چاہئے۔ تاکہ جماعت واجب ادا ہو جائے۔

فجر میں نماز خوب روشنی میں پڑھنے کی فضیلت

۱. عن عبداللہ بن مسعود قال مارایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی صلاۃ لغیر میقاتہا الاصلوتین جمع بین المغرب و العشاء (بجمع) و صلی الفجر قبل میقاتہا۔ (بخاری ص ۲۲۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز بھی بے وقت پڑھی ہو سوائے دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کے کہ ان کو آپ نے (مزدلفہ) میں اکٹھا پڑھا اور فجر کو وقت سے پہلے

۲. عن رافع بن خدیج.........قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اسفروا بالفجر فانہ اعظم للاجر۔ (ترمذی ج ۱/ ۴۰)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کو خوب روشنی میں پڑھو کیونکہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

۳. عن محمود بن لبید عن رجال من قومہ من الانصار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسفرتم بالصبح فانہ اعظم لاجر۔

(نسائی ۱/ ۶۵)

حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے کئی انصاریوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا روشن کرو گے تم فجر کو اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا۔

۴. عن بیان قال قلت لانس حدثنی بوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ قال کان یصلی الظہر عند دلوک الشمس ویصلی العصر بین صلوتیکم الاولی و العصر و کان یصلی المغرب عند غروب الشمس و یصلی العشاء عند غروب الشفق ویصلی الغداۃ عند الفجر حین یفتح البصر کل مابین ذالک وقت او قال صلوۃ

(مسند ابی یعلیٰ ج ۷ ص ۶۹ بتحقیق حسین سلیم اسد)

حضرت بیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض

کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے اوقات بتلائیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ظہر کو سورج کے ڈھل جانے کے وقت پڑھتے تھے اور عصر تمہاری دونوں نمازوں میں سے پہلی (ظہر) اور عصر (کے وقت) کے درمیان پڑھتے تھے اور مغرب غروب آفتاب کے وقت پڑھتے تھے اور عشاء غروب شفق کے وقت پڑھتے تھے اور فجر صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت پڑھتے تھے جب کہ آنکھ دور سے کسی چیز کو دیکھ لیتی تھی۔ ان کے درمیان نماز کا وقت ہے یا نماز ہے۔

۵۔ ثنا المعتمر سمعت بیانا اباسعید قال سمعت انساً یقول کان رسول اللّٰہ ﷺ یصلی الصبح حین یفسح البصر رواہ الامام ابو محمد القاسم ثابت السر قسطی فی کتاب غریب الحدیث وقال یقال فسح البصر وانفسح اذارأی الشیٔ من بعد یعنی بہ اسفار الصبح (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۳۹)

حضرت معتمر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے بیان یعنی ابوسعید کو سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جس وقت کہ آنکھ دور سے کسی چیز کو دیکھ لیتی تھی۔ یہ حدیث امام ابو محمد قاسم ثابت سرقسطی نے کتاب "غریب الحدیث" میں روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ فسح البصر و انفسح اس وقت کہا جاتا ہے جب کہ آنکھ دور سے کسی چیز کو دیکھے اور مراد اس سے حدیث میں صبح کا اُجالا ہے۔

۶۔ عن رافع بن خدیج یقول قال رسول اللّٰہ ﷺ لبلال رضی اللّٰہ عنہ نور بصلوۃ الصبح حتی یبصر القوم مواقع نبلھم من الاسفار، (رواہ ابن ابی حاتم وابن عدی والطیالسی واسحاق و ابن ابی شیبۃ والطبرانی واسنادہ حسن. آثار السنن ص ۵۸)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ صبح کی نماز کو روشنی میں پڑھو یہاں تک کہ لوگ روشنی کی وجہ سے اپنے تیر اندازی کے نشانے کو دیکھ سکیں۔

۷۔ عن عبدالرحمٰن بن یزید قال کان عبداللّٰہ بن مسعود یسفر بصلوۃ

الغداة، (مجمع طبرانی کبیر ج۹ ص۲۵۸)

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فجر کی نماز خوب اجالا کرکے پڑھتے تھے۔

۸۔ عن علی بن ربیعة قال سمعت علیا رضی اللہ عنہ یقول لموذنه اسفر اسفر یعنی بصلاة الصبح ۔ (مصنف عبدالرزاق ج۱ ص۵۶۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۳۲۱، طحاوی ج۱ ص۱۳۳)

حضرت علی بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا آپ اپنے مؤذن سے کہہ رہے تھے کہ خوب اُجالا کر خوب اُجالا کر، مراد یہ تھی کہ صبح کی نماز اُجالے میں پڑھو۔

۹۔ عن جبیر بن نفیر قال صلی بنا معاویة الصبح بغلس فقال ابو الدرداء اسفروا بهذه الصلوة فانه افقه لکم انما تریدون ان تخلوا بحوائجکم.
(طحاوی ج۱ ص۱۳۶)

حضرت جبیرؒ بن نفیر فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائی۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نماز کو خوب اجالے میں پڑھو۔ کیونکہ یہ تمہارے لیے زیادہ سمجھداری کی بات ہے تم چاہتے ہو کہ اپنے کام کاج کے لیے فارغ ہو جاؤ۔

۱۰۔ عن مجاهد قال کنت اقود مولای قیس بن السائب فیقول ادلکت الشمس فاذا قلت نعم صلی الظهر ویقول هکذا کان رسول اللہ ﷺ یفعل وکان النبی ﷺ یصلی العصر والشمس بیضاء وکان النبی ﷺ یصلی المغرب والصائم یتمارى ان یفطر وکان النبی ﷺ یصلی الفجر حتی یغشی النور السماء

(رواہ الطبرانی فی الکبیر مجمع الزوائد ج۱ ص۳۰۵)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے آقا قیس بن سائب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتا تھا۔ آپ فرماتے سورج ڈھل گیا۔ میں کہتا ہاں تو آپ ظہر کی نماز پڑھتے

اور فرشتے کہ ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عصر کی نماز ادا فرماتے تھے اس حال میں کہ سورج بالکل سفید ہوتا اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز ادا فرماتے تھے اس حال میں کہ روزہ دار روزہ افطار کرنے کے متعلق شک میں ہوتا کہ ابھی افطار کرے یا نہ کرے۔

اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فجر کی نماز ادا فرماتے تھے یہاں تک کہ روشنی آسمان پر چھا جاتی۔

۱۱۔ عن ابراھیم قال ما اجمع اصحاب محمد علی شیء ما اجمعوا علی التنویر بالفجر. (مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۲۲، طحاوی ج ا ص ۱۲۹)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کا کسی چیز پر اتنا اتفاق رائے نہیں ہے جتنا اتفاق نماز فجر کے روشنی میں پڑھنے پر ہے۔

مذکورہ احادیث وآثار سے ثابت ہوتا ہے کہ فجر کی نماز اسفار (خوب اجالے) میں پڑھنا افضل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول فجر کی نماز کے اسفار ہی میں پڑھنے کا تھا اور آپ نے فجر کی نماز اسفار ہی میں پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی ہے اور فجر کی نماز اسفار میں پڑھنے کو بڑے اجر کا باعث بھی بتلایا ہے۔

آپ نے ایک دفعہ حج کے موقعہ پر مزدلفہ میں غلس (اندھیرے) میں نماز پڑھی تو اسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عام معمول کے وقت سے پہلے نماز پڑھنا ذکر فرمایا اگر آپ کا معمول غلس میں نماز پڑھنے کا ہوتا تو کبھی بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ کے مزدلفہ میں غلس میں نماز پڑھنے کو عام معمول کے وقت سے پہلے نماز پڑھنا نقل فرماتے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ عام صحابہ کرام کا معمول بھی فجر کی نماز اسفار ہی میں پڑھنے کا تھا چنانچہ جلیل القدر تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ صحابہ کرام جس قدر فجر کی نماز کے خوب روشن کر کے پڑھنے پر متفق تھے اتنے کسی اور پر نہیں تھے اس پر شاہد ہے۔

لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل، آپ کے تاکیدی حکم اور عام صحابہ کرام کے

معمول کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ فجر کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا افضل ہے۔

چنانچہ یونس قریشی صاحب لکھتے ہیں۔

''فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا افضل ہے۔'' (دستور المتقی ص ۸۰)

غیر مقلدین کا ایک فتوی ملاحظہ فرمائیں۔

''آنحضور ﷺ اور خلفاء راشدین ہمیشہ غلس (اندھیرے) میں فجر کی نماز پڑھتے رہے''۔ (فتاوی علماء حدیث ج ۲ ص ۵۵)

ملاحظہ فرمایئے: احادیث سے ثابت ہورہا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام فجر کی نماز اجالے میں پڑھتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی یہی حکم دیتے تھے کہ فجر کی نماز اسفار میں پڑھو کیونکہ یہ بڑے اجر کا باعث ہے اور صحابہ کرام آپ کے کہنے کے مطابق ہی عمل بھی کرتے تھے لہذا فجر کی نماز اسفار ہی میں پڑھنا افضل ہونا چاہیے لیکن غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ نہیں صاحب فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا ہی افضل ہے۔

قارئین ذرا سوچئے کیا اللہ کے نبی اور صحابہ کے عمل کے خلاف کسی عمل میں افضلیت ہو سکتی ہے؟

کیا یہ بات مانی جا سکتی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور خلفاء راشدین ہمیشہ غلس میں نماز پڑھتے رہے؟ کیونکہ اگر یہ بات مان لی جائے تو اس کا مطلب تو نعوذ باللہ یہ ہوگا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قول و عمل میں مطابقت نہیں۔ دوسروں کو حکم تو دیں کہ اُجالے میں نماز پڑھو اور خود اندھیرے میں پڑھیں۔ العیاذ باللہ۔ غیر مقلدین کو اس کی کیا پرواہ ہے انہیں تو اپنا خود ساختہ مسلک عزیز ہے چاہے جو ہوتا ہے سو ہوتا رہے۔ قارئین کرام آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

☆......☆......☆

نماز فجر چھوڑنے پر کانوں میں شیطان کا پیشاب کرنا

عن ابن مسعودؓ قال ذکر عند النبی ﷺ رجل فقیل له مازال نائماً حتی اصبح ماقام الی الصلوٰة قال ذلک رجل بال الشیطٰن فی اذنیه او قال فی اذنه، متفق علیه (مشکوٰة)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا رہا ہے اور نماز کے لئے نہیں اٹھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے کان میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔

ف: اس حدیث میں نماز سے یا تو صبح کی نماز مراد ہے یا تہجد کی شیطان کا پیشاب کرنا بعض علماء کے نزدیک حقیقت پر محمول ہے کہ شیطان واقعی پیشاب کر دیتا ہے۔ چنانچہ بعض اہل اللہ سے منقول ہے کہ وہ نیند کے غلبہ کی وجہ سے تہجد یا صبح کی نماز کے لئے نہ اٹھ سکے تو انہوں نے خواب میں ایک سیاہ رنگ کے آدمی کو دیکھا کہ اس نے اپنا پاؤں اٹھا کر ان کے کان میں پیشاب کیا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو اپنے کان کو ہاتھ لگائے تو شیطان کے پیشاب کی تری محسوس بھی ہوگی۔ مگر بعض علماء نے کہا کہ یہ شیطان کے حقیر سمجھنے کی طرف کنایہ ہے کیونکہ جب آدمی کسی چیز کو حقیر سمجھتا ہے تو اس پر پیشاب کر دیتا ہے۔ (مظاہر حق)

مطلب یہ کہ ایسا شخص شیطان جیسی بدترین مخلوق کی نگاہ میں بھی حقیر ہوتا ہے صاحب لمعات نے لکھا ہے، ہمارے ایک دوست کو ایک مرتبہ اس کا اتفاق ہوا ہے کہ جب وہ سو کر اٹھا تو پیشاب اس کے دونوں کانوں کے گردن کی طرف بہہ رہا تھا۔ پھر اس نے میرے سامنے پیشاب کو دھویا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ شیطان کا پیشاب کرنا، ایک معنوی چیز ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ جو شخص اس حدیث پر ایمان رکھتا ہو وہ جب سو کر اٹھے تو اپنے کانوں کو پیشاب سے پاک صاف کر لیا کرے اگرچہ اس کا پیشاب نظر نہ آئے۔

عشاء اور فجر کی جماعت کا ثواب

عن انس رضی اللّٰہ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال لو یعلم المتخلفون عن صلاۃ العشاء وصلاۃ الصبح مالھم فیھما لاتوھما ولو حبوا رواہ احمد ورجالہ موثقون۔

(مجمع)

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر عشاء اور صبح کی نماز با جماعت سے پیچھے رہ جانے والے اس ثواب کو جان لیتے ہیں جو ان دونوں میں ہے تو ان دونوں نمازوں میں شریک ہوتے اگرچہ گھسٹتے ہوئے کیوں نہ آتے۔

ف: چونکہ ان دونوں نمازوں میں نیند اور کاہل کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے جو شخص ہمت اور چستی سے کام لے کر نفس کے تقاضا کے خلاف ان دونوں نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ تو حق تعالیٰ شانہ اس پر بہت بڑا اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ان دونوں نمازوں کی جماعت میں پابندی کے ساتھ منافق حاضر نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص صبح یا عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہوتا تھا ہم اس سے بدظنی کرتے تھے یعنی اس شخص کے متعلق منافق ہونے کا گمان کرتے تھے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ منافق پر نماز عشاء اور فجر سے زیادہ کوئی ثقیل اور گراں نماز نہیں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان اور صف اول میں کس قدر ثواب ہے، بغیر قرعہ اندازی کے نہ مل سکے تو وہ ضرور قرعہ ڈالیں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ اول وقت نماز پڑھنے میں کس قدر ثواب ہے تو ضرور سبقت کریں اور اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز میں کتنا ثواب ہے، تو گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔

(متفق علیہ)

جماعت عشاء پر شب قدر کا ثواب

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ ﷺ من صلی العشاء فی جماعۃ وصلی اربع رکعات قبل ان یخرج من المسجد کان کعدل لیلۃ القدر (مجمع)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اور مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعت ادا کیں تو اسے شب قدر کی برابر ثواب ملے گا۔

ف۔ شب قدر کتنی معظم بالشان اور عظیم ترین رات ہے۔ اس کے فضائل اور محاسن بکثرت احادیث میں آئے ہیں۔ قرآن پاک میں اس کو پوری ایک سورت میں بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ وہ ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے لیکن عشاء کی باجماعت نماز کا ثواب اس کے مساوی قرار دیا جا رہا ہے جو بہت ہی سہل عمل اور کرنے والوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اس نے شب قدر سے اپنا پورا حصہ پا لیا۔ (طبرانی)

نزہۃ المجالس میں لکھا ہے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا میرے ایک ہاتھ میں بیس دینار ہیں اور دوسرے میں چار اور وہ بیس میرے ہاتھ سے گر گئے اور وہ چار بھی باقی نہ رہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ بیس دینار جو گر گئے ہیں وہ جماعت کی فضیلت ہے جو فوت ہو چکی ہے اور چار دینار وہ نماز ہے جو تو نے گھر میں ادا کی ہے اور وہ قبول نہیں ہوئی۔ (ص ۱۰۲)

خدائی وفد میں شمولیت

عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ قال من توضأ ثم اتی المسجد فصلی رکعتین قبل الفجر ثم جلس حتی یصلی الفجر کتبت صلاتہ یومئذ فی صلاۃ الابرار

وکتب فی وفد الرحمن۔ (مجمع)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جس شخص نے وضو کیا اور مسجد میں آیا اور پھر فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت ادا کرکے بیٹھ رہا یہاں تک کہ فجر کی نماز ادا کی تو اس کی یہ نماز نیک لوگوں کی نماز میں اور خود اس کی شمولیت خدائی وفد میں لکھ دی جاتی ہے۔

ف: فجر کی نماز سے پہلے دو رکعت پڑھنے سے ممکن ہے کہ تحیۃ المسجد مراد ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ فجر کی دو سنتیں مراد ہوں، حنفیہ کے مذہب کی بناء پر ثانی احتمال اقرب ہے کیونکہ ان کے نزدیک صبح صادق کے بعد سوائے سنت فجر کے کوئی دوسری نفل نماز درست نہیں نیک لوگوں کی نماز میں لکھے جانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہی ثواب ہوگا جو نیک لوگوں کی نماز پر ہوتا ہے۔

نزہۃ المجالس میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں افسیح (نامی) ایک نہر پیدا کی ہے جس کے کنارے موتیوں اور جواہرات کے ہیں اور اس پر زعفران سے پیدا کردہ حوریں ہیں جو حق تعالیٰ سبحانہ کی سحر انگیز آوازوں سے تسبیح کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم اس شخص کے لئے ہیں جو فجر کی نماز جماعت سے ادا کرے۔

شب زفاف اور جماعت فجر

عن عنبسة بن الازهر قال تزوج الحارث بن حسان وكانت له صحبة وكان الرجل اذ ذاك اذا تزوج تخلر اياماً فلا يخرج لصلوة الغداة فقيل له اتخرج وانما بنيت باهلك هذه الليلة قال والله ان امرأة تمنعني من صلاة الغداة في جمع لامرء ة سوء رواه الطبراني في الكبير واسناده حسن (مجمع)

حضرت عنبسہ سے روایت ہے کہ حارث بن حسان صحابی نے نکاح کیا۔ اور اس (زمانہ میں) نکاح کرنے والا چند دن کے لئے پردہ میں رہتا تھا۔ صبح کی نماز کے لئے

شدہ تھا (اس بناء پر) ان سے کہا گیا کہ آپ نماز کے لئے آتے ہیں حالانکہ یہ رات شب زفاف کی ہے فرمایا خدا کی قسم جو عورت صبح کی نماز جماعت سے روکے وہ بری عورت ہے۔

ف: معلوم ہوا کہ جماعت فجر کے لئے شب زفاف کی مشغولی کوئی عذر نہیں اس روز بھی جماعت کا اہتمام ضروری ہے عورت کو بھی چاہیے کہ وہ شوہر کے لئے خیر اور بھلائی کا سبب بنے اور اس کے لئے برائی کے اسباب مہیا نہ کرے جماعت کی نماز ترک نہ ہونے دے اور بری عورت ہونے سے اپنے کو بچائے اور خود بھی نماز کا اہتمام کرے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں خدا سے اس حال میں ملوں کہ عورت کا مہر میرے ذمہ باقی ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ بے نمازی عورت سے صحبت رکھوں۔ (ردالمختار)

یعنی بے نمازی عورت کو طلاق دیدینا مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے خواہ اس کا مہر بھی ادا نہ کرسکوں۔ فقہا نے لکھا ہے کہ بے نمازی عورت کو طلاق دینے سے ثواب ہوتا ہے۔ حالانکہ طلاق حق تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ (کتاب الصلوۃ)

جماعت فجر اور ایمانی علم

روی عن سلمان قال سمعت رسول اللہ ﷺ من غدا الی صلوٰۃ الصبح غدا برایۃ الایمان وغدا الی السوق غدا برایۃ الشیطان رواہ ابن ماجہ (الترغیب)

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو فجر کی نماز (جماعت سے) ادا کرنے گیا وہ ایمان کا جھنڈا لے کر گیا۔ اور جو شخص بازار کی طرف چلا وہ شیطان کا جھنڈا لے کر گیا۔

ف: ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک فرشتہ جھنڈا لے کر اس شخص کے ساتھ چلتا ہے کہ جو علی الصباح مسجد کی طرف جاتا ہے اور جب تک وہ مسجد سے نہیں لوٹتا فرشتہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے گھر آتا ہے تو فرشتہ بھی اس کے ساتھ اس کے گھر میں

داخل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص سب سے پہلے بازار کی طرف جاتا ہے تو شیطان جھنڈا لے کر اس کے ساتھ چلتا ہے اور جب یہ آدمی اپنے گھر واپس آتا ہے تو شیطان بھی اس کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد سب سے پہلا اور بہترین عمل صبح کی نماز جماعت سے مسجد میں ادا کرنا ہے۔ (ترغیب)

جماعت فجر اور شب بیداری

عن ابی بکر بن سلیمان ابی حثمۃ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقد سلیمان بن ابی حثمۃ فی صلاۃ الصبح وان عمر غدا الی السوق و مسکن سلیمان بین المسجد والسوق فمر علی الشفاء ام سلیمان فقال لھا لم ار سلیمان فی الصبح فقالت انہ یصلی فغلبتہ عیناہ قال عمر لان شھد صلاۃ الصبح فی جماعۃ احب الی من ان اقوم لیلۃ. (رواہ مالک)

ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا تو آپ بازار کی طرف تشریف لے گئے کیونکہ سلیمان رضی اللہ عنہ کا مکان مسجد نبوی اور بازار کے درمیان تھا آپ کا گذر سلیمان کی والدہ شفاء پر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ میں نے آج تمہارے بیٹے سلیمان کو صبح کی نماز میں نہیں دیکھا۔ شفاء نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس لئے سو گئے اور نماز صبح کے وقت بیدار نہ ہو سکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا میرے نزدیک تمام رات نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

ف: حضرت سلیمان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے بعض صحابی کہتے ہیں بعض انکار کرتے ہیں۔ آپ کا مکان مسجد نبوی اور بازار کے درمیان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بازار کا عامل اور نگران مقرر کیا تھا۔ شفا آپ کی والدہ ماجدہ کا لقب ہے اور لیلیٰ نام ہے۔ بعض علماء نے اس کو ہجرت سے پہلے کا نام بتایا ہے۔ آپ بہت زیادہ سمجھدار اور ہوشمند

تھیں۔ بہرحال حدیث بالا سے چند اہم اور مفید باتیں معلوم ہوئیں ایک صبح کی نماز جماعت سے ادا کرنے کی اہمیت کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ساری رات نفل نماز پڑھنے سے زیادہ محبوب صبح کی نماز جماعت سے پڑھنا ہے کیونکہ اس میں اجر وثواب کی زیادتی کے علاوہ تاکید اور اہتمام زیادہ ہے۔ دوسرے یہ کہ خلیفہ وقت کا اپنی رعیت کے احوال کی خبر اور نگرانی رکھنا بھی اس کی ذمہ داری ہے اگر وہ اس میں غفلت کریگا تو حق تعالیٰ کے یہاں اس کے متعلق اس سے باز پرس ہوگی۔ اور اس غفلت وکوتاہی کا جواب دینا ہوگا۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے۔ الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالرجل راع فی اھل بیتہ۔

خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کا سوال ہوگا۔ پس آدمی اپنے اہل وعیال میں نگہبان ہے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت سلیمان صبح کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کرنے پر مواظبت فرماتے تھے اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب صبح کی نماز میں ان کو نہیں پایا تو ان کا حال معلوم کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس حدیث شریف کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"اس سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے زیادہ ثواب ہے اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں خلل انداز ہو تو اس کا چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔"

جمعہ کے دن جماعت فجر کا ثواب

عن ابی عبیدۃ بن الجراح قال قال رسول اللہ ﷺ ما من الصلوات صلاۃ افضل من صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ فی الجماعۃ وما احسب من شھدھا منکم الا مغفوراً لہ رواہ البزار والطبرانی فی الکبیر والاوسط کلھم من روایۃ

عبیداللہ ابن زحر عن علی بن یزید وھما ضعیفان (مجمع)

ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جمعہ کے دن فجر کی نماز جماعت سے زیادہ افضل کوئی نماز نہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو شخص اس نماز میں موجود ہوتا ہے اس کی مغفرت ہو ہی جاتی ہے۔

ف: یوں تو ہر جماعت کی نماز تنہا نماز پڑھنے سے بدرجہا فضیلت رکھتی ہے۔ لیکن جمعہ جو "سید الایام" اور عید المومنین ہے جس کے بہت سے فضائل اور خصوصیات احادیث میں آئی ہیں اس دن کی نماز فجر اگر جماعت سے ادا کی جائے وہ جماعت کی دیگر تمام نمازوں سے افضل ہے اور جو شخص بھی اس میں آ جاتا ہے اس کی مغفرت ہو ہی جاتی ہے ظاہر ہے کہ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا وجہ رغبت ہو سکتی ہے؟ کہ اس کے گناہوں کو محو کر دیا جائے سیئات کو مٹا دیا جائے اور ابدی راحت اور نجات اخروی جو اصلی مقصود ہے وہ جمعہ کے دن با جماعت نماز فجر ادا کرنے سے حاصل ہو جائے۔

شیطان کا گرہیں لگانا

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال یعقد الشیطن علی قافیۃ راس احدکم اذا ھو نام ثلث عقد یضرب علی کل عقدۃ علیک لیل طویل فارقد فان استیقظ فذکر اللہ تعالٰی انحلت عقدۃ فان توضأ انحلت عقدۃ فان صلی انحلت عقدۃ کلھا فاصبح نشیطاً طیب النفس والا اصبح خبیث النفس کسلان رواہ مالک والبخاری ومسلم وابوداود والنسائی ورواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ نحوہ وزاد فی اخرہ فحلوا عقد الشیطان ولو برکعتین. (الترغیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تمہارے سونے کی حالت میں تمہارے گدی پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ ہر گرہ کے

وقت سونے والے کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ (ابھی) طویل (حصہ) رات کا باقی ہے (ابھی) سو جا ؤ پس اگر یہ شخص بیدار ہوا اور اس نے خدا کا (دل یا زبان سے) ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر وضو بھی کیا تو دوسری گرہ (بھی) کھل جاتی ہے۔ پس یہ شخص صبح کرتا ہے پاک نفس اور خوش ہو کر، اور اگر نہ جاگا، نہ وضو کیا، نہ نماز پڑھی تو صبح کرتا ہے کاہل اور پلید نفس ہو کر۔

ف: اتحاف میں ۱۸۳، پر علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ یہ گرہ حقیقت پر محمول ہے یعنی حقیقۃً گرہ لگاتا ہے جیسے جادوگر، جادو کرنے کے وقت دھاگے پر گرہ لگاتا ہے۔ بعض روایات سے اسکی تائید بھی ہوتی ہے۔ بعض علماء نے اسکو مجاز پر محمول کیا ہے۔ گویا شیطان کے ذکر اور صلوٰۃ سے روکنے کو جادوگر کے فعل کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ جس طرح جادوگر جادو کے ذریعہ مسحور کو اس کے مقصد و مراد سے روکتا ہے۔ اسی طرح شیطان بھی ذکر و دعا اور نماز وغیرہ سے روکتا ہے۔ ابن ملک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گرہ سے مراد کسل و سستی کی گرہ ہے یعنی شیطان سونے والے کے لئے کسل و سستی کا محرک بنتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ لفظ عقد القلب سے ماخوذ ہے جس کے معنی دل کو ایک چیز پر مصمم و مضبوط کرنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شیطان سونے والے کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی رات بہت بڑی ہے سوتا رہ۔ انسان سوتا رہتا ہے اور اس کا رات کا اٹھنا چھوٹ جاتا ہے۔

اس حدیث میں نماز سے مراد اکثر علماء کے نزدیک تہجد کی نماز ہے۔ بعض علماء کے نزدیک عشاء کی نماز مراد ہے۔ کیونکہ اہل عرب کے یہاں عشاء کی نماز سے پہلے سونے کا معمول تھا۔ نیز اس حدیث سے تہجد، وضو، بیدار ہونے کے وقت ذکر اللہ کی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے۔

☆.....☆.....☆

فجر کی سنتیں فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے پر بھی پڑھنی جائز ہیں

۱۔ عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ ركعتي الفجر خير من الدنيا وما فيها. (مسلم ج ۱ ص ۲۵۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا فجر کی دو رکعتیں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے سب سے بہتر ہیں۔

۲۔ عن عائشة قالت لم يكن النبي ﷺ على شيء من النوافل اشد تعاهدًا منه على ركعتي الفجر. (بخاری ج ۱ ص ۱۵۶، مسلم ج ۱ ص ۲۵۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی نفل کی اتنی زیادہ پابندی اور حفاظت نہیں کرتے تھے جتنی فجر کی دو رکعتوں کی۔

۳۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ لاتدعوهما وان طردتكم الخيل.

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۷۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فجر کی دو رکعتوں کو نہ چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔

۴۔ عن ابی اسحٰق قال حدثني عبدالله بن ابی موسیٰ عن ابيه حين دعاهم سعيد بن العاص دعا ابا موسیٰ و حذيفة وعبد الله بن مسعود قبل ان يصلي الغداة ثم خرجوا من عنده وقد اقيمت الصلوٰة فجلس عبدالله الىٰ اسطوانة من المسجد فصلى الركعتين ثم دخل في الصلوٰة.

(طحاوی ج ۱ ص ۲۵۷)

حضرت ابو اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوموسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) کے صاحبزادے عبداللہ نے اپنے والد کے واسطے سے یہ حدیث بیان کی جب کہ ان کو حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے بلایا کہ حضرت سعید بن العاص نے حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت حذیفہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز سے پہلے بلایا، پھر جب یہ حضرات ان کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی

اللہ عنہ نے مسجد کے ایک ستون کے پاس بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز میں شریک ہو گئے۔

۵۔ عن عبداللّٰہ بن ابی موسیٰ قال جاء ابن مسعود و الامام یصلی الصبح فصلی رکعتین الیٰ ساریۃ ولم یکن صلی رکعتی الفجر،

(معجم طبرانی کبیر ج۹ ص ۲۷۷)

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا آپ نے ایک ستون کی اوٹ میں فجر کی دو رکعت سنتیں ادا کیں جو آپ پہلے ادا نہیں کر سکے تھے۔

۶۔ عن عبداللّٰہ بن ابی موسیٰ عن عبداللّٰہ انہ دخل المسجد والامام فی الصلوٰۃ فصلی رکعتی الفجر، (طحاوی ج۱ ص ۲۵۷)

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ (اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (فجر کے وقت) مسجد میں تشریف لائے تو امام نماز میں تھا تو (پہلے) آپ نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں۔

۷۔ عن حارثۃ بن مضرب ان ابن مسعود و ابا موسیٰ خرجا من عند سعید بن العاص فاقیمت الصلوٰۃ فرکع بن مسعود رکعتین ثم دخل مع القوم فی الصلوٰۃ واما ابو موسیٰ فدخل فی الصف، (مصنف ابن ابی شیبۃ ج۲ ص ۲۵۱)

حضرت حارثہ بن مضرب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما، حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو فجر کی دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سیدھے صف میں داخل ہو گئے۔

۸۔ عن مالک بن مغول قال سمعت نافعاً یقول ایقظت ابن عمر لصلوٰۃ الفجر وقد اقیمت الصلوٰۃ فقام فصلی رکعتین (طحاوی ج۱ ص ۲۵۸)

حضرت مالک بن مغول رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع رحمۃ اللہ

علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فجر کی نماز کے لیے جگایا جب کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی، آپ اٹھے اور (پہلے) دو رکعتیں پڑھیں۔

۹۔ عن محمد بن کعب قال خرج عبداللّٰہ بن عمر من بیتہ فاقیمت صلوۃ الصبح فرکع رکعتین قبل ان یدخل المسجد وھو فی الطریق ثم دخل المسجد فصلی الصبح مع الناس ۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ گھر سے تشریف لے گئے تو فجر کی جماعت کھڑی ہو چکی تھی آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے راستہ ہی میں دو رکعت (فجر کی سنتیں) ادا کیں پھر مسجد میں داخل ہوئے اور فجر کی نماز لوگوں کے ساتھ ادا کی۔

۱۰۔ عن زید بن اسلم عن ابن عمر انہ جاء والامام یصلی الصبح ولم یکن صلی الرکعتین قبل الصبح فصلاھما فی حجرۃ حفصۃ ثم انہ صلی مع الامام (طحاوی ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فجر کی نماز کے لئے تشریف لائے تو امام نماز پڑھا رہا تھا اور آپ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں چنانچہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں سنتیں ادا کیں پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی۔

۱۱۔ عن ابی مجلز قال دخلت المسجد فی صلوۃ الغداۃ مع ابن عمرو ابن عباس والامام یصلی فاما ابن عمر فدخل فی الصف واما ابن عباس فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعد ابن عمر مکانہ حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین ۔ (طحاوی ج ۱ ص ۲۵۷)

حضرت ابو مجلز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز کے لیے مسجد میں آیا تو امام نماز پڑھا رہا تھا، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے لیکن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ دو رکعت (سنت) پڑھ کر امام کے ساتھ شریک ہوئے پھر جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتی کہ جب سورج نکل آیا تو اٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۲۔ عن ابی عثمان الانصاری قال جاء عبداللّٰہ بن عباس والامام فی صلوٰۃ الغداۃ ولم یکن صلی الرکعتین فصلی عبداللہ بن عباس الرکعتین خلف الامام ثم دخل معھم۔ (طحاوی ج ا ص ۲۵۸)

حضرت ابوعثمان انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (فجر کی نماز کے لیے مسجد) تشریف لائے تو امام نماز میں تھا اور آپ نے دو رکعتیں (سنت کی) نہیں پڑھی تھیں چنانچہ آپ نے دو رکعت سنت امام کے پیچھے پڑھیں پھر لوگوں کے ساتھ شریک (جماعت) ہو گئے۔

۱۳۔ عن ابی الدرداء انہ کان یدخل المسجد والناس صفوف فی صلوٰۃ الفجر فیصلی الرکعتین فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی الصلوٰۃ (طحاوی ج ا ص ۲۵۸)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ مسجد میں تشریف لاتے تو لوگ فجر کی صف باندھے کھڑے ہوتے، آپ مسجد کے ایک گوشہ میں دو رکعت (سنت) ادا کرتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔

۱۴۔ عن ابی عثمان النھدی قال کنا ناتی عمر بن الخطاب قبل ان نصلی الرکعتین قبل الصبح وھو فی الصلوٰۃ فنصلی فی آخر المسجد ثم ندخل مع القوم فی صلوٰتھم۔ (طحاوی ج ا ص ۲۵۸)

حضرت ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں صبح کی دو سنتیں پڑھنے سے پہلے حاضر ہوتے تو آپ نماز پڑھا رہے ہوتے، ہم مسجد کے آخر میں دو سنتیں پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاتے۔

۱۵۔ عن حصین قال سمعت الشعبی یقول کان مسروق یجئی الی القوم وھم فی الصلوٰۃ ولم یکن رکع رکعتی الفجر فیصلی الرکعتین فی المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوٰتھم۔ (طحاوی ج ا ص ۲۵۸)

حضرت حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شعبی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے پاس تشریف لاتے اس حال میں کہ لوگ نماز میں ہوتے اور آپ نے فجر کی دو رکعت سنت نہ پڑھی ہوتیں تو آپ مسجد میں دو رکعت سنت پڑھ کر لوگوں کے ساتھ ان کی نماز میں شریک ہو جاتے۔

۱۶۔ عن الحسن انہ کان یقول اذا دخلت المسجد ولم تصل رکعتی الفجر فصلھما وان کان الامام یصلی ثم ادخل مع الامام

(طحاوی ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو (پہلے) دو سنتیں پڑھ لو اگرچہ امام نماز پڑھا رہا ہو پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

۱۷۔ انا یونس قال کان الحسن یقول یصلیھما فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلوتھم (طحاوی ج ۱ ص ۲۵۸)

حضرت ہشیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت یونس رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فجر کی دو سنتیں مسجد کے ایک گوشہ میں پڑھ کر پھر لوگوں کے ساتھ انکی نماز میں شریک ہو جائے۔

۱۸۔ عن سعید بن جبیر انہ جاء الی المسجد والامام فی صلوۃ الفجر فصلی الرکعتین قبل ان یلج المسجد عند باب المسجد۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۵۱)

حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں تشریف لائے تو امام فجر کی نماز پڑھا رہا تھا آپ نے مسجد میں داخل ہونے سے پہلے مسجد کے دروازے کے پاس دو رکعت سنت ادا کیں۔

۱۹۔ عن مجاھد قال اذا دخلت المسجد والناس فی صلوۃ الصبح ولم ترکع رکعتی الفجر فارکعھما وان ظننت ان الرکعۃ الاولی تفوتک

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۵۱)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں داخل ہو اور لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہوں اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو (پہلے) وہ پڑھ لو اگر چہ تمہارا خیال ہو کہ تم سے پہلی رکعت فوت ہو جائے گی۔

۲۰. عن علی قال کان النبی ﷺ یصلی الرکعتین عند الاقامۃ،

(ابن ماجہ ص ۸۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام دو رکعت اقامت کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

۲۱. عن علی رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ یصلی رکعتی الفجر عندالاقامۃ، (مسند احمد ج ۱ ص ۷۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعت (سنت) اقامت کے وقت پڑھا کرتے تھے۔

۲۲. مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ ان عبداللہ بن مسعود قال ما ابالی لو اقیمت صلوۃ الصبح وانا اوتر، (موطا امام مالک ص ۱۱۱)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ صبح کی نماز کی اقامت کہی جا چکی ہو اور میں وتر پڑھ رہا ہوں۔

۲۳. مالک عن یحیی بن سعید انہ قال کان عبادۃ بن الصامت یوم قوما فخرج یوما الی الصبح فاقام المؤذن صلوۃ الصبح فاسکتہ عبادۃ حتی اوتر ثم صل بہم الصبح، (موطا امام مالک ص ۱۱۱)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ علیہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ ایک قوم کی امامت کرتے تھے۔ آپ ایک دن صبح کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے تو مؤذن نے صبح کی نماز کی اقامت کہہ دی آپ نے اسے چپ کروایا یہاں تک کہ وتر پڑھے پھر انہیں صبح کی نماز

پڑھائی۔

۲۴۔ مالک عن عبدالرحمٰن بن القاسم انه قال سمعت عبدالله بن عامر بن ربيعة يقول انى لاوتروانا اسمع الاقامة او بعد الفجر يشک عن عبدالرحمٰن اى ذالک قال، (موطا امام مالک ص ۱۱۱)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں وتر پڑھوں گا، اگرچہ میں اقامت سن رہا ہوں یا فجر کے بعد، حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے شک ہوا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا ہے۔

۲۵۔ عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال اذا اقيمت الصلوٰة فلا صلوٰة الا المكتوبة الا ركعتى الصبح، (السنن الكبرىٰ للبيهقى ج ۲ ص ۴۸۳) قال الشيخ العثمانیؒ بعدالبحث عن اسناده فهذا الاسناد ايضا حسن، اعلاء السنن ج ۷ ص ۹۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اقامت ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے اور کوئی نماز جائز نہیں ماسواء فجر کی دو رکعت سنت کے (کہ وہ جائز ہیں)

مذکورہ احادیث و آثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ اگر کسی نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور فجر کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اگر اسے دوسری رکعت ملنے کا یقین ہو تو وہ مسجد سے باہر کسی جگہ ورنہ مسجد کے دروازے کے پاس یا مسجد کے کسی گوشے یا ستون کی آڑ میں جماعت کی صفوں سے ہٹ کر ان سنتوں کو ادا کرلے اور پھر جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے کیونکہ اول تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکی تاکید بہت فرمائی ہے دوسرے صحابہ کرام کا معمول بھی یہی تھا چنانچہ۔ جلیل القدر صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہم، اور جلیل القدر تابعین حضرت ابوعثمان نہدی، حضرت مسروق حضرت سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا عمل تھا کہ یہ

حضرات فجر کی نماز کے لیے جب مسجد میں تشریف لاتے اور فجر کی جماعت ہو رہی ہوتی تو اگر انہوں نے سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو پہلے دو رکعت سنت ادا کر لیتے تھے پھر جماعت میں شریک ہو جاتے تھے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ دونوں یہی فتویٰ دیتے تھے کہ اگر کسی نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور جماعت کھڑی ہو گئی تو اسے چاہیے کہ پہلے سنتیں ادا کرلے پھر جماعت میں شریک ہو۔ جیسا کہ حدیث نمبر ۱۶، ۱۷ اور ۱۹ سے ظاہر ہے، نیز حدیث نمبر ۲۰۔۲۱ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ بھی اقامت کے وقت فجر کی سنتیں ادا فرما لیتے تھے، حدیث نمبر ۲۲۔۲۳۔۲۴ سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہم عین اقامت کے وقت وتر بھی پڑھ لیا کرتے تھے،

لیکن ان تمام احادیث و آثار کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ فجر کی جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد سنتیں ادا کرنا (بلا کسی تفصیل کے) ناجائز ہے رسول خدا کی نافرمانی ہے اور نافرمانی کی سزا جہنم ہے۔

چنانچہ حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں۔

"اور کیا ان لوگوں کا جماعت کی موجودگی میں سنتیں پڑھنا رسول خدا کی نافرمانی نہیں ہے جب کہ حضور انور ﷺ نے لا صلوٰۃ فرما کر ہر نماز کی نفی فرما دی ہے۔" (صلوٰۃ الرسول ﷺ ۲۴۳)

جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالستار ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں، سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال۔ زید کہتا ہے جب صبح کی نماز ہو رہی ہو تو کوئی نماز نہیں، بکر کہتا ہے کہ جو شخص مسجد میں صبح کے وقت آئے اور نماز ہو رہی ہو تو اس کو چاہیے پہلے صبح کی سنتیں پڑھ لے پھر نماز میں ملے کس کا قول صحیح ہے؟

جواب۔ زید کا قول صحیح ہے بکر کا غلط ہے بلکہ اغلط ہے، حدیث شریف میں ہے اقیمت الصلوٰۃ فلا صلوٰۃ الا المکتوبۃ یعنی جس وقت فرض نماز کی تکبیر ہو جائے اس وقت کوئی نماز نہیں ہوتی بموجب حدیث ہذا ہر وہ شخص جو صبح کے فرض ہوتے ہوئے سنتیں پڑھے خدا و رسول کا نافرمان ہے جیسا کہ آج کل احناف کی جملہ مساجد میں خصوصا فجر کے وقت یہی

طریقہ رائج ہے یہ سراسر نبی علیہ السلام کی نافرمانی ہے اور نافرمانی کی سزا جہنم ہے و من یعص اللّٰہ و رسولہ و یتعد حدودہ یدخلہ نارا خالداً فیھا و لہ عذاب مھین“۔

(فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۳۰)

اور کسی بھی نماز کو شروع کرنا جائز نہیں ہے جب کہ فرض نماز کی اقامت ہو جائے اور اس حکم میں فجر وغیرہ نمازوں کی سنتوں میں کوئی تفریق نہیں ہے اور نہ ہی یہ فرق ہو سکتا ہے کہ نمازی دو سنتیں مسجد میں ادا کرے یا مسجد سے باہر دروازے کے پاس۔

ملاحظہ فرمایئے : جلیل القدر صحابہ کرام اور تابعین عظام کا عمل تو صحیح احادیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ وہ فجر کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لاتے اور فجر کی جماعت ہو رہی ہوتی تو اگر انہوں نے سنتیں نہ پڑھی ہوتیں تو پہلے سنتیں پڑھتے تھے پھر جماعت میں شریک ہوتے تھے، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ دونوں بزرگ یہی فتویٰ دیتے تھے، لیکن غیر مقلدین بلا سوچے سمجھے فتوے دے رہے ہیں کہ یہ ناجائز ہے رسول خدا کی نافرمانی ہے۔ کیا صحابہ کرام اور تابعین عظام کے سامنے آنحضرت ﷺ کے فرامین وارشادات نہ تھے؟ کیا ان ہستیوں کو احادیث کی سمجھ نہ تھی؟ کیا یہ صحابہ و تابعین رسول اللہ ﷺ وخدا کے نافرمان تھے؟ کیا یہ سب ناجائز کام کرتے تھے نقل کفر کفر نباشد کیا یہ سب جہنمی ہیں؟

قارئین کرام ذرا سوچئے یہ فتوے کس پر لگ رہے ہیں کون ان فتووں کی زد میں آ رہا ہے؟ کیا اسی کو عمل بالحدیث کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین ایک عمل کو جائز سمجھ کر کریں اور اسے بے دھڑک ناجائز کہہ دیا جائے۔

قارئین محترم اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

☆.....☆.....☆

فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا مسنون نہیں ہے

۱. عن عائشة ان رسول الله ﷺ کان یصلی باللیل احدی عشرة رکعة یوتر منها بواحدة فاذا فرغ منها اضطجع علیٰ شقه الایمن حتی یاتیه المؤذن فیصلی رکعتین خفیفتین (مسلم ج۱ ۳۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے جن میں سے ایک رکعت کے ساتھ وتر بنا لیتے تھے جب آپ فارغ ہو جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آتا تو آپ دو رکعتیں بہت ہلکی سی پڑھتے۔

۲. عن عائشة قالت کان النبی ﷺ اذا صلیٰ رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن (بخاری ج۱ ص۱۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب فجر کی دو رکعت سنت پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے۔

۳. عن عائشة ان النبی ﷺ کان اذا صلیٰ سنة الفجر فان کنت مستیقظة حدثنی والا اضطجع حتی یؤذن بالصلوة (بخاری ج۱ ص۱۵۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب فجر کی سنتیں پڑھ چکتے اگر تو میں جاگ رہی ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے ورنہ لیٹ جاتے حتیٰ کہ آپ کو نماز کی اطلاع کی جاتی۔

۴. عن ابن جریج قال اخبرنی من اصدق ان عائشة قالت کان رسول الله ﷺ اذا طلع الفجر یصلی رکعتین خفیفتین ثم یضطجع علیٰ شقه الایمن حتی یاتیه المؤذن فیؤذنه بالصلوة لم یضطجع لسنة ولکنه کان یداب لیله فیستریح قال فکان ابن عمر یحصبهم اذا رآهم یضطجعون علی ایمانهم، (مصنف عبدالرزاق ج۳ ص۴۳)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی اس شخص نے جس کی میں

تصدیق کرتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ صبح صادق کے بعد ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ کر دائیں پہلو پر لیٹ جاتے تھے حتیٰ کہ مؤذن آ کر آپ کو نماز کی اطلاع کرتا آپ اس لیے نہیں لیٹتے تھے کہ یہ سنت ہے بلکہ اس وجہ سے لیٹتے تھے کہ رات کو آپ تھک جاتے تھے۔ اب کچھ آرام کر لیں۔ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب لوگوں کو اپنے دائیں پہلو پر لیٹا ہوا دیکھتے تھے تو انہیں پتھر مارتے تھے۔

۵. عن سعید بن المسیب قال رأی ابن عمر رجلا یضطجع بین الرکعتین فقال احصبوه، (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۴۸)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو فجر کی دو رکعتیں پڑھ کر لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا اسے پتھر مارو۔

۶. عن ابی الصدیق الناجی قال رأی ابن عمر قوماً اضطجعوا بعد رکعتی الفجر فارسل الیهم فنها هم فقالوا نرید بذالک السنة فقال ابن عمر ارجع الیهم فاخبرهم انها بدعة، (مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۲ ص ۲۴۹)

ابو صدیق ناجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کچھ لوگوں کو فجر کی سنتوں کے بعد لیٹے ہوئے دیکھا تو ان کی طرف پیغام بھیجا کہ ایسا نہ کریں ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا ان کے پاس دوبارہ جاؤ اور انہیں بتلاؤ کہ یہ بدعت ہے۔

۷. عن عبداللّٰہ بن عمر انه رائی رجلا رکع رکعتی الفجر ثم اضطجع فقال ابن عمر ماشانه فقال نافع فقلت یفصل بین صلوته قال ابن عمر و ای فصل افضل من السلام، (موطا امام محمد ص ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹ گیا ہے تو آپ نے فرمایا اسے کیا ہو گیا؟ حضرت نافع کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ یہ سنتوں اور فرضوں کے درمیان فصل کر رہا ہے، آپ نے فرمایا ''سلام'' سے بڑھ کر فصل والی چیز کونسی ہوگی؟

۸۔ عن ابراھیم قال قال عبداللّٰہ مابال الرجل اذا صلی الرکعتین یتمعک کما یتمعک الدابۃ والحمار اذا سلم فقد فصل۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۴۸)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آدمی کو کیا ہوگیا کہ (فجر کی) دو رکعت (سنت) پڑھ کر گھوڑے گدھے کی طرح لوٹتا ہے جب سلام پھیر چکے تو بیٹھ جائے پھر نماز پڑھ لے۔

۹۔ عن مجاھد قال صحبت ابن عمر فی السفر والحضر فمارایتہ اضطجع بعد رکعتی الفجر (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۴۸)

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر و حضر میں رہا ہوں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹے ہوں۔

۱۰۔ عن سعید بن جبیر قال لا یضطجع بعد الرکعتین قبل الفجر واضطجع بعد الوتر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۴۸)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر فجر کی نماز سے پہلے نہ لیٹو ہاں وتر کے بعد لیٹ جاؤ۔

مذکورہ احادیث و آثار سے درج ذیل امور ثابت ہو رہے ہیں۔

(۱) آنحضرت ﷺ کبھی تو تہجد کی نماز پڑھ کر اور کبھی فجر کی سنتیں پڑھ کر آرام کی غرض سے لیٹ جاتے تھے اور کبھی نہیں بھی لیٹتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد اگر تو میں جاگ رہی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے رہتے ورنہ لیٹ جاتے۔

(۲) آپ کا یہ لیٹنا بطور عبادت کے نہیں تھا بطور عادت کے تھا یعنی آپ چونکہ تہجد کی نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تھے اس لیے ذرا آرام فرمانے کے لیے لیٹ جاتے تھے جیسا کہ حدیث نمبر ۲ سے واضح ہے۔

(۳) صحابہ کرام اور تابعین عظام مسجد میں فجر کی سنتیں پڑھ کر سنت سمجھ کر لیٹنے کو پسند نہیں کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح کسی کو لیٹتا دیکھتے تو اسے پتھر مار کر

اٹھاتے تھے۔ کچھ لوگوں کو آپ نے اسی طرح لیٹے دیکھا تو منع کیا، انہوں نے کہا ہم تو اداء سنت کی غرض سے لیٹے ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ سمجھ کر لیٹنا بدعت ہے (نہ کہ سنت) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح سے لیٹنے کو گھوڑے گدھے کے لوٹنے کی طرح قرار دیتے تھے۔

انہی احادیث و آثار کے پیش نظر فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بطور عادت کے فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹ جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس طرح لیٹنے کو سنت نہیں سمجھنا چاہئے کیونکہ اگر یہ عمل مسنون ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید نہ فرماتیں اور صحابہ و تابعین اسے برا نہ سمجھتے۔

لیکن ان تمام احادیث و آثار کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹنا مسنون ہے اور غیر مقلدین کے امام و مقتدی ابن حزم ظاہری کہتے ہیں کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر لیٹنا فرض ہے اور فجر کی نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سنتیں پڑھ کر نہ لیٹا تو اس کی فجر کی نماز صحیح نہیں ہوگی، چنانچہ

نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں۔

"ویسن الاضطجاع علی جنب الایمن بعد رکعتی الفجر و قال ابن حزم من اصحابنا ان الاضطجاع بعد سنۃ الفجر فرض من شرائط صحۃ الصلوۃ وتفرد بھذا القول۔" (نزل الابرار ج ۱ ص ۱۲۵)

اور مسنون ہے دائیں پہلو پر لیٹنا فجر کی سنتیں پڑھ کر، ہمارے اصحاب میں سے ابن حزم فرماتے ہیں کہ فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا فرض ہے اور فجر کی نماز کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ہے اور وہ اپنے اس قول میں متفرد ہیں۔

حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں۔

"فجر کی سنتیں پڑھ کر فرضوں سے پہلے دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے۔"

(صلوۃ الرسول ص ۲۵۰)

نواب نور الحسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

"وبعد ازیں برد و اضطجاع بر شق ایمن سنت ست و بدان امر وارد گشتہ"

(عرف الجادی ص ۳۴)

اور ان دونوں رکعتوں (فجر کی سنتوں) کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹنا سنت ہے اور اس کا حکم وارد ہوا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کے جس عمل کے متعلق خود صراحت فرما رہی ہیں کہ وہ عمل آپ بطور عادت کے کرتے تھے بطور عبادت کے نہیں اور کبھی یہ نہیں بھی کرتے تھے، اور جس عمل کو صحابہ و تابعین اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے سنت سمجھ کر کرنے کو بدعت قرار دیتے تھے اور گھوڑے گدھے کے عمل سے تشبیہ دیتے تھے وہ عمل غیر مقلدین کے نزدیک سنت اور ان کے پیشوا کے نزدیک فرض ہے بلکہ فجر کی نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے جس کے بغیر فجر کی نماز بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔

غور فرمایئے اگر یہ عمل سنت ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تردید کیوں کرتیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس کے کرنے پر پتھر کیوں مارتے اور اسے بدعت کیوں قرار دیتے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اسے گھوڑے گدھے کے عمل سے تشبیہ کیوں دیتے۔ صحابہ کرام کا طرز عمل بتلا رہا ہے کہ یہ عمل مسنون نہیں ہے، لیکن غیر مقلدین اس سب سے قطع نظر اسے صرف مسنون ہی نہیں فرض قرار دے رہے ہیں۔

قارئین محترم آپ فیصلہ کیجئے کہ یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

☆......☆......☆

فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کی شرعی حیثیت

ایک خط اور اس کا جواب

مکرمی حضرت مولانا محمد ابوبکر صاحب غازی پوری مدظلہ ایڈیٹر

دوماہی مجلہ زمزم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غیر مقلدین حضرات فجر کی دو رکعت سنت پڑھ کر لیٹنے کو مسنون بتلاتے ہیں، مسجد میں ہوتے ہیں تو بھی لیٹ جاتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے، براہ کرم اس پر روشنی ڈالیں۔

والسلام

خادم

ابوالمجاہد سرفراز گورکھپور

زمزم!

غیر مقلدین حضرات یوں تو اپنے کو اہلحدیث کہتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کا عمل حدیث پر ہوا کرتا ہے، مگر فی الاصل یہ بیچارے نہ حدیث جانتے ہیں نہ ان کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ سنت کیا چیز ہوتی ہے، شرعی مسائل کی سمجھ بوجھ سے یکسر یہ محروم ہوتے ہیں، حدیث میں کوئی بات دیکھ لی بس اس کو سنت سمجھ کر عمل شروع کر دیتے ہیں، اس کی علت اور حکمت کی انہیں معرفت نہیں ہوتی ہے، بیشتر مسائل فقہیہ میں غیر مقلدوں کا حال یہی ہے کہ ظاہر حدیث کو دیکھا، اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

تفقہ فی الدین اللہ کی بڑی نعمت ہے، یہ نعمت ہر ایک کو نہیں ملتی ہے، اللہ کا خصوصی انعام جن پر ہوتا ہے انہیں کو اس نعمت سے نوازا جاتا ہے، تفقہ فی الدین کی نعمت سے وہ شخص محروم رہتا ہے جو بلا اہلیت وصلاحیت دین کی باتوں میں پڑتا ہے اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر فقہائے امت اور اکابردین کے بالمقابل شہ زوری دکھلاتا ہے، صحابہ کرام تک کی

شان میں گستاخی کرتا ہے اور اللہ کے ولیوں سے عداوت و دشمنی رکھتا ہے، غیر مقلدوں کا حال کچھ ایسا ہی ہے اس وجہ سے یہ تفقہ فی الدین کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں، اور بلا اہلیت وصلاحیت دین کی باتوں میں پڑتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

کتاب وسنت کی صحیح معرفت حاصل کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ آدمی صحابہ کرام کے ساتھ حسن عقیدت رکھے اور دین کو جس طرح انہوں نے سمجھا ہے اسی راہ سے دین کو سمجھنے کی کوشش کرے، صحابہ کرام کی راہ سے ہٹ کر دین کو نہیں سمجھا جا سکتا، تمام اسلاف نے متقدمین ومتاخرین کے ہر فرد نے صحابہ کرام پر اعتماد کیا اور ان کو دین کے باب میں اپنا مقتدیٰ اور پیشوا جانا اور ان کی عملی زندگی سے روشنی حاصل کر کے دین کو جانا اور سمجھا، اس وجہ سے وہ جادۂ مستقیم پر رہے۔ اور جن فرقوں نے صحابہ کرام سے بغض رکھا، ان کو مقتدیٰ اور پیشوا نہیں جانا، دینی وشرعی مسائل میں ان کے اسوہ وعمل سے روشنی حاصل نہیں کی وہ راہ مستقیم سے بھٹکے رہے، شیعہ وخوارج کی مثال ہمارے سامنے ہے، غیر مقلدوں کا شمار بھی انہیں باطل فرقوں میں سے ہے جن کو دینی وشرعی امور میں صحابہ کرام پر اعتماد نہیں، اس وجہ سے غیر مقلدین کا فرقہ بھی بھٹکا ہوا اور گم کردہ راہ فرقہ ہے۔ اس لئے دینی وشرعی مسائل میں ان کا اعتبار نہیں، جتنے باطل فرقے ہیں سب کتاب وسنت کا نام لے لے کر ہی دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ مسئلہ پیش آمدہ میں ان کی راہ صحابہ کرام، اکابر اہلسنت کے مسلک سے ملتی ہے تو اس کو لے لیا جائے گا ورنہ اس کو رد کر دیا جائے گا۔

فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کا مسئلہ اکابر امت کے مسلک کے خلاف ہے، اس عمل کو کوئی بھی مسنون نہیں سمجھتا، اگر آدمی تھکا ہوا ہو تو کسلمندی دور کرنے کے لئے اور راحت حاصل کرنے کے لئے بشرط گنجائش وقت لیٹ سکتا ہے، خواہ فجر کی سنت کے بعد لیٹے یا فجر کی سنت کے پہلے، مگر یہ عمل کوئی عبادت نہیں ہے نہ سنت نہ غیر سنت سے اس کا کوئی تعلق ہے، اگر سنت سمجھ کر لیٹتا ہے تو بدعت کا مرتکب قرار پائے گا، اللہ کے رسول ﷺ سے بطریق صحیح ہرگز ثابت نہیں ہے کہ آپ نے فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کا امر فرمایا ہو یا اس کو سنت قرار دیا ہو، آپ ﷺ تہجد کی نماز طویل پڑھتے تھے تو کبھی وتر کے بعد اور کبھی سنت فجر سے پہلے آپ

لیٹ کر آرام فرمالیتے مگر آپ کا یہ عمل محض راحت کے لئے ہوتا تھا یہ کوئی شرعی و تعبدی عمل نہیں تھا اور نہ یہ آپ کا عمومی عمل تھا کبھی کبھی ایسے کر لیتے اور اس کا مقصد بھی محض رفع تعب (تھکاوٹ دور کرنا) ہوتا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ان النبی ﷺ کان اذا صلی سنۃ الفجر فان کنت مستیقظۃ حدثنی والا اضطجع یعنی نبی اکرم ﷺ جب سنت فجر پڑھ لیتے تو اگر میں بیدار رہتی تو مجھ سے بات کرتے ورنہ لیٹ جاتے (بخاری) حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ وفائدۃ ذلک الراحۃ والنشاط لصلوۃ الصبح (یعنی اس لیٹنے کا فائدہ اور مقصد یہ تھا کہ صبح کی نماز کے لئے آدمی تازہ دم ہو جائے اور تہجد کی طویل نماز کی وجہ سے جو تھکاوٹ ہو وہ ختم ہو۔ مگر غیر مقلدین اس حقیقت سے بیگانہ رہے اور نماز تہجد ادا کرنے والے اور نہ کرنے والے کا فرق انہوں نے ملحوظ نہیں رکھا اور سب کے لئے فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کو مسنون قرار دے دیا۔ غیر مقلدین حضرات اس مسئلہ میں آنحضور ﷺ کی اس حدیث کا ذکر کرتے ہیں۔

واذا صلی احدکم الرکعتین قبل صلوۃ الصبح فلیضطجع علی جنبہ الایمن (ترمذی)

یعنی آپ ﷺ کا ارشاد تھا کہ جب کوئی فجر کی دو رکعت سنت پڑھ لے تو داہنے پہلو لیٹ جائے۔

مگر یہ حدیث بقول ابن تیمیہ باطل ہے، حافظ ابن قیم فرماتے ہیں۔

سمعت ابن تیمیۃ یقول ھذا باطل ولیس بصحیح

(زاد المعاد جلد ۱ ص ۳۱۹)

یعنی میں نے ابن تیمیہ سے سنا کہ وہ کہتے کہ یہ حدیث باطل ہے صحیح نہیں ہے۔

غیر مقلدین اسی باطل حدیث پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھتے ہیں، چونکہ غیر مقلدین ابن تیمیہ و ابن قیم پر بہت زیادہ اعتماد کرتے ہیں اور ان کو سلفیوں کا امام و پیشوا سمجھتے ہیں، اس وجہ سے بہتر ہے کہ میں زاد المعاد ہی سے اس مسئلہ کی پوری تحقیق پیش کر دوں۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ سے لیٹنے کا فعل کبھی کبھار ثابت تو ضرور ہے مگر یہ رفع تعب کے لئے ہوتا تھا بطور سنت نہیں، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی ﷺ لم یکن یضطجع لسنة ولکنه کان یداب لیلة فیستریح

(ایضا ج ۱ ص ۳۱۹)

کہ نبی اکرم ﷺ سنت کی وجہ سے نہیں لیٹتے تھے، چونکہ آپ رات بھر نماز میں لگے رہتے اس وجہ سے (لیٹ کر) آرام حاصل کرتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا یہ واقعہ ہے، آپ ﷺ ازواج مطہرات کے گھروں میں شب گذاری کرتے تھے، تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے اس لیٹنے کا مقصد کیا تھا خوب سمجھتی تھی، اس لئے اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کا یہ لیٹنا بطریق سنت نہیں تھا بلکہ آرام حاصل کرنے کی غرض سے تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کا بیان معتبر ہوگا۔ غیر مقلدین اور ان جیسے ظاہر پرست لاکھ اس لیٹنے کو سنت قرار دیں اس کی طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان کے مقابلہ میں کون ایسا عقل کا مارا ہے جو توجہ دے گا۔

اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اتباع سنت کا خاص شوق و جذبہ تھا۔ آپ ﷺ کی کسی ایک سنت کو چھوڑنا بھی آپ کو گوارا نہ تھا، ان کا حال یہ کہ اگر کوئی شخص فجر کی سنت کے بعد لیٹا ہوتا اور آپ اس کو دیکھ لیتے تو کنکر مار کر اٹھاتے اور صاف صاف یہ کہتے کہ یہ بدعت ہے۔ زاد المعاد میں ہے:

وکان ابن عمر یحصبهم اذا راهم یضطجعون علی ایمانهم (ایضا)

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ جب دیکھتے کہ لوگ لیٹے ہوئے ہیں تو ان کو کنکر مارتے۔

ایک دفعہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ فجر کی دو رکعت کے بعد لیٹے ہوئے ہیں تو آپ نے کسی کو بھیج کر ایسا کرنے سے منع کیا، تو لیٹنے والوں نے کہا کہ ہم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ارجع الیهم واخبرهم انها بدعة (ایضا)

لوٹ کر ان کے پاس جاؤ اور بتلاؤ کہ یہ سنت نہیں ہے بدعت ہے۔

کبھی آپ فرماتے کہ شیطان ان کے ساتھ کھیل کرتا ہے، چنانچہ ابومجلز فرماتے ہیں کہ میں نے فجر کی سنت کے بعد لیٹنے کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو

آپ نے فرمایا۔

یلعب بکم الشیطان (ایضا)

یعنی تمہارے ساتھ شیطان کھیلتا ہے۔

کبھی آپ اس عمل کو گدھے کا عمل قرار دیتے، آپ فرماتے کہ:

مابال الرجل اذا صلی الرکعتین یفعل کما یفعل الحمار اذا تمعک (ایضا)

آدمی کو کیا ہو جاتا ہے کہ جب فجر کی دو رکعت پڑھ لیتا ہے تو وہی حرکت کرتا ہے جو گدھا کرتا ہے جب وہ دھول میں لت پت ہو۔

ابن قیم فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر فیصلہ امام مالک وغیرہ کا ہے، امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر راحت کے طور پر کوئی لیٹ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر اس کو سنت سمجھ کر لیٹنا مکروہ ہے۔ (ایضا)

میرا خیال ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ اتنا اچھا تلا ہے کہ اس کا کوئی صاحب فہم انکار نہیں کرے گا۔ بلاشبہ آنحضور اکرم ﷺ سے کبھی فجر کی سنت کے بعد اور کبھی وتر کی نماز کے بعد لیٹنا ثابت ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول یہ لیٹنا آرام کی غرض سے ہوتا تھا، آج بھی اگر کسی کو اللہ توفیق دے تہجد کی نماز طویل پڑھے پھر جاگتے ہوئے وقت گذارے اور فجر کی نماز تک جاگتا رہے تو اگر وہ تعب محسوس کر رہا ہے تو موقع ہو تو لیٹ جائے تا کہ فجر کی نماز کے لئے چاق و چوبند رہے اس کا کوئی منکر نہیں مگر اس عمل کو سنت سمجھنا اور غیر تہجد گزار کے لئے بھی اس کو مستحب اور مسنون قرار دینا اور جو نہ لیٹے اس کو مطعون کرنا یہ حد سے گزر جانے والی بات ہے اور یہ دین نہیں بے دینی کی بات ہے۔

غیر مقلدین سے آپ یہاں ایک سوال یہ بھی کر سکتے ہیں کہ آپ حضرات تو بطور سنت کے فجر کی دو رکعت سنت کے بعد لیٹتے ہیں اور ماشاء اللہ مسجد میں بھی لیٹنے کو مسنون قرار دیتے ہیں، ہم آپ سے قولی یا فعلی صرف ایک حدیث کا مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ صرف ایک حدیث سے یہ ثابت کر دیں کہ اللہ کے رسول ﷺ فجر کی دو رکعت مسجد میں ادا کر کے مسجد ہی میں لیٹ جاتے تھے، میرا چیلنج ہے کہ پوری دنیا کے غیر مقلدیت سر پٹک کر کے رہ جائے گی

مگر وہ کوئی ایک حدیث بھی اس طرح کی نہیں پیش کر سکتے کہ اللہ کے رسول ﷺ مسجد میں فجر کی دو رکعت سنت پڑھ کر مسجد میں لیٹے ہوں۔ اور جب ایسا نہیں ہے اور یقیناً ایسا نہیں ہے تو پھر غیر مقلدین مسجد میں دو رکعت سنت فجر پڑھ کر لیٹنے کو کس بل بوتہ پر سنت کہتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا جو عمل کبھی نہ رہا ہو وہی عمل غیر مقلدین کے مذہب میں سنت قرار پاتا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

غیر مقلدین تو بزعم خود ماشاء اللہ اہلحدیث اور سنت پر عمل کرنے والے ہیں، ہمیں وہ ذرا یہ بتلائیں کہ کیا اللہ کے رسول ﷺ سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے کبھی فجر کی سنت مسجد میں ادا کی ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو غیر مقلدین فجر کی سنت رسول اللہ ﷺ کے عمل و اسوہ کے خلاف مسجد میں کیوں ادا کرتے ہیں، غیر مقلدوں کے محقق کل مولانا عبد الرحمن مبارکپوری تو صاف صاف فرماتے ہیں:

لانه صلى الله عليه وسلم كان يصلي سنة الفجر في البيت

(تحفہ ص ۳۲۳ ج ۱)

یعنی نبی اکرم ﷺ فجر کی سنت گھر میں پڑھتے تھے۔

تو اللہ کے رسول ﷺ کے اس عمل اور دائمی عمل کے خلاف غیر مقلدین کو کیوں شوق رہتا ہے کہ وہ فجر کی سنت مسجدوں میں بھی پڑھتے ہیں۔

حاصل یہ ہے کہ مسجدوں میں نہ فجر کی سنت پڑھنا آنحضور ﷺ سے ثابت ہے، اور نہ مسجد میں فجر کی سنت کے بعد سونا آنحضور ﷺ سے ثابت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس حدیث سے غیر مقلدین فجر کی سنت کے بعد سونے کو ثابت کرتے ہیں وہ بقول شیخ الاسلام ابن تیمیہ باطل اور غیر صحیح ہے تو اب بتلایا جائے کہ غیر مقلدوں کا یہ دعویٰ کہ فجر کی سنت کے بعد سونا مسنون ہے کس قدر درست ہے؟

ارمغان حق ج ۱ ص ۱۰۲

از مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ابوبکر غازی پوری

ناشر مکتبہ اہل سنت والجماعت پاکستان

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے

۱. عن ابی ھریرة ان رسول الله ﷺ نھیٰ عن الصلوة بعد العصر حتی تغرب الشمس وعن الصلوة بعد الصبح حتی تطلع الشمس،

(بخاری ج ۱ ص ۸۲، مسلم ج ۱ ص ۲۷۵، واللفظ المسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کے بعد سورج نکلنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲. عن ابن عباس قال سمعت غیر واحد من اصحاب رسول الله ﷺ منھم عمر بن الخطاب وکان احبھم الی ان رسول الله ﷺ نھیٰ عن الصلوة بعد الفجر حتی تطلع الشمس و بعد العصر حتی تغرب الشمس،

(بخاری ج ۱ ص ۸۲، مسلم ج ۱ ص ۲۷۵، واللفظ لمسلم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بہت سے صحابہ کرام سے کہ جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۳. عن عطاء بن یزید اللیثی انه سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول الله ﷺ لاصلوة بعد صلوة العصر حتی تغرب الشمس ولا صلوة بعد صلوة الفجر حتی تطلع الشمس، (بخاری ج ۱ ص ۸۲، مسلم ج ۱ ص ۲۷۵، واللفظ لمسلم)

حضرت عطاء بن یزید اللیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک کوئی نماز جائز نہیں ہے۔

۴. عن عمرو بن عبسه السلمی (فی حدیث طویل) فقلت یا نبی اللہ اخبرنی عما علمک اللہ واجهله اخبرنی عن الصلوٰۃ قال صل صلوٰۃ الصبح ثم اقصر عن الصلوٰۃ حتی تطلع الشمس حتی ترتفع فانها تطلع حین تطلع بین قرنی شیطٰن وحینئذ یسجدلها الکفار ثم صل فان الصلوٰۃ مشهودۃ محضورۃ حتی یستقل الظل بالرمح ثم اقصر عن الصلوٰۃ فان حینئذ تسجر جهنم فاذا اقبل الفیئ فصل فان الصلوٰۃ مشهودۃ محضورۃ حتی تصلی العصر ثم اقصر عن الصلوٰۃ حتی تغرب الشمس فانها تغرب بین قرنی شیطان و حینئذ یسجد لها الکفار . (مسلم ج ۱ ص ۲۷۶، مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۱)

حضرت عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے اس چیز کے بارے میں بتلایئے جو اللہ نے آپ کو سکھلائی اور میں اس سے ناواقف ہوں مجھے نماز کے بارے میں بتلایئے۔ آپ نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر نماز سے رک جا حتیٰ کہ سورج نکل کر بلند ہو جائے کیونکہ سورج جب نکلتا ہے تو شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت اسے کفار سجدہ کرتے ہیں۔ پھر نماز پڑھ کیونکہ فرشتے نماز میں گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں یہاں تک کہ سایہ نیزے کا نیزہ پر قائم ہو جائے (یعنی ٹھیک دوپہر ہو جائے) تو پھر نماز سے رک جا کیونکہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے پھر جب سایہ ڈھل جائے تو نماز پڑھ کیونکہ فرشتے نماز میں گواہی کے لیے حاضر ہوتے ہیں یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز سے رک جا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کفار اسے سجدہ کرتے ہیں۔

۵. عن ابی هریرۃ قال کان النبی ﷺ اذا فاتته رکعتا الفجر صلاهما اذا طلعت الشمس . (مشکل الآثار ج ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فجر کی سنتیں رہ جائیں تو آپ انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھتے۔

۶. عن زرارۃ بن اوفی ان المغیرۃ بن شعبة قال تخلف رسول اللہ ﷺ فذکر

هذه القصة قال فاتينا الناس و عبدالرحمن بن عوف يصلي بهم الصبح فلما راى النبى ﷺ اراد ان يتاخر فاوما اليه ان يمضى فصليت انا والنبى ﷺ خلفه ركعة فلما سلم قام النبى ﷺ فصلى الركعة التى سبق بها ولم يزد عليها شيئاً ۔ (ابوداؤد ج ا ص ۲۰)

حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے رہ گئے اس سفر کا پورا قصہ ذکر کیا اور فرمایا کہ ہم (ان) لوگوں کے پاس (جو شریک سفر تھے) پہنچے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ انہیں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا۔ آپ نے انہیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے رہیں۔ پس میں نے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے پیچھے ایک رکعت پڑھی، پھر جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہو گئے اور جو رکعت رہ گئی تھی وہ پڑھی اور اس سے زیادہ کوئی نماز نہیں پڑھی۔

۷. عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ من لم يصل ركعتى الفجر فليصلهما بعدما تطلع الشمس (ترمذی ج ا ص ۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔

۸. عن ابى سيرين عن ابن عمر انه صلاهما بعد اضحىٰ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۵)

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں۔

۹. مالك انه بلغه ان عبدالله بن عمر فاتته ركعتا الفجر فقضاهما بعدان طلعت الشمس (موطا امام مالک ص ۱۱۲)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فجر کی سنتیں رہ جاتیں تو سورج نکلنے کے بعد پڑھتے تھے۔

۱۰. عن ابى مجلز قال دخلت المسجد فى صلوة الغداة مع ابن عمرو ابن عباس والامام يصلى فاما ابن عمر فدخل فى الصف واما ابن عباس

فصلی رکعتین ثم دخل مع الامام فلما سلم الامام قعدابن عمر مکانه حتی طلعت الشمس فقام فرکع رکعتین ، (طحاوی ج۱ص۲۵۷)

حضرت ابومجلز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں آیا تو امام نماز پڑھا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تو صف میں داخل ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے سنتیں پڑھیں پھر امام کے ساتھ شریک ہوئے پھر جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی جگہ بیٹھے رہے حتیٰ کہ جب سورج طلوع ہو گیا تو آپ اٹھے اور دو رکعت (سنت) ادا کیں۔

۱۱۔ عن یحیی بن سعید قال سمعت القاسم یقول اذالم اصلهما حتی اصلی الفجر صلیتهما بعد طلوع الشمس ، (مصنف ابن ابی شیبہ ج۲ص۲۵۵)

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت قاسم (بن محمد رحمہ اللہ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں نے فجر کی سنتیں فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے نہ پڑھی ہوں تو پھر وہ سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھتا ہوں۔

مذکورہ احادیث و آثار سے ثابت ہو رہا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک کوئی نماز جائز نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ان دونوں اوقات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۔۲۔۳ سے واضح ہے، فجر کی سنتوں کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سنتیں فجر کے فرضوں سے پہلے پڑھنے سے رہ جائیں تو پھر سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھی جائیں جیسا کہ حدیث نمبر ۷ سے ظاہر ہے، خود آپ کا اپنا معمول بھی یہی تھا کہ اگر آپ کی سنتیں رہ جاتیں تو سورج طلوع ہونے کے بعد ہی ادا فرماتے جیسا کہ حدیث نمبر ۵ سے ظاہر ہے۔ ایک دفعہ دوران سفر ایسا اتفاق ہوا کہ صحابہ کرام آگے چلے گئے۔ فجر کی نماز کا وقت ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فجر کی نماز پڑھانی شروع کر دی۔ آپ ﷺ جب پہنچے تو ایک رکعت ہو چکی تھی، آپ نے دوسری رکعت ان کی امامت میں ادا کی۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو آپ نے اٹھ کر صرف رہ جانے والی رکعت ادا کی سنتیں

نہیں پڑھیں، یہی معمول صحابہ کرام اور تابعین عظام کا تھا، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو انتہائی متبع سنت صحابی ہیں ان کا معمول تھا کہ ان کی فجر کی سنتیں رہ جاتیں تو سورج نکلنے کے بعد ہی ادا کرتے نہ کہ فرضوں کے بعد، جیسا کہ حدیث نمبر ۸۔۹ سے واضح ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ اپنا معمول ذکر فرماتے ہیں کہ اگر میری فجر کی سنتیں رہ جاتی ہیں تو میں انہیں سورج نکلنے کے بعد ہی ادا کرتا ہوں۔

لیکن ان تمام احادیث و آثار کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ اگر فجر کی سنتیں فرضوں سے پہلے پڑھنے سے رہ جائیں تو فرضوں کے فوراً بعد ادا کر لی جائیں۔ چنانچہ یونس قریشی صاحب لکھتے ہیں۔

''اگر یہ سنتیں جماعت میں شریک ہونے کی وجہ سے رہ گئی ہوں تو فرضوں کے بعد پڑھ لیں۔'' (دستور المتقی ص ۱۰۳)

حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں

''اگر آپ ایسے وقت مسجد میں پہنچیں کہ جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور سنتیں آپ نے نہ پڑھی ہوں تو پھر جماعت کے پاس سنتیں مت پڑھنی شروع کریں کیونکہ جماعت کے ہوتے ہوئے پاس کوئی نماز نہیں ہوتی آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اور فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں۔'' (صلوٰۃ الرسول ص ۲۵۱)

ملاحظہ فرمائیے: آنحضرت ﷺ منع فرما رہے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہ پڑھی جائے اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اگر کسی کی سنتیں رہ جائیں تو وہ انہیں سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے، خود آپ کا معمول بھی یہی ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام اسی پر عمل پیرا ہیں لیکن غیر مقلدین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قول و فعل اور صحابہ و تابعین کے عمل کے سامنے ہوتے ہوئے بھی یہ کہتے ہیں کہ فجر کے فرضوں کے بعد سنتیں پڑھنے سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں فرضوں کے بعد سنتیں پڑھ لینی چاہئیں۔

قارئین کرام اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کے منع کرنے کے باوجود کسی عمل کو اختیار کرنا یہ حدیث کی موافقت ہے یا مخالفت؟

☆......☆......☆